تعلیم الایمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یَآ اَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ. (اٰل عمران: ۱۰۲)

اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے۔

ایمان رکھنے کے باوجود تقویٰ کیوں نہیں؟!

مرتب

عبداللہ صدیقی

(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سرپرستی

مفتی محمد یاسین قاسمی ملاّنوی

(سابقہ شیخ الحدیث جامعہ والتفسیر دارالعلوم فاطمہ نسواں عادل آباد، تلنگانہ،

رئیس الجامعہ العارفہ ملانا، باغپت، یوپی، الہند)

ناشر

عظیم بک ڈپو دیوبند، یوپی، انڈیا

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کی چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب:۔ ایمان رکھنے کے باوجود تقویٰ کیوں نہیں؟!

مرتب:۔ عبداللہ صدیقی

زیر سرپرستی:۔ مفتی محمد یاسین قاسمی ملانوی 9391245419

سنہ طباعت:۔ ۲۰۲۴ء مطابق ۱۴۴۵ھ

تعداد اشاعت:۔ 1000

کمپیوٹر کتابت:۔ محمد کلیم الدین سلمان قاسمی، حیدرآباد۔ 9963770669

ناشر:۔ عظیم بکڈپو دیوبند، یوپی، انڈیا۔ 9997177817

کتاب کی اشاعت کے معاونین

☆ محمد جعفر صاحب ☆ محمد فتح عظمت صاحب (اجو) ☆ شاہ جہاں بیگم صاحبہ

☆ بلقیس بیگم صاحبہ ☆ محمد سلطان احمد صدیقی صاحب ☆ منیر الدین صاحب

☆ محمد الیاس احمد صاحب

ان حضرات کے لئے جنت میں درجات کی بلندی کی دعاء فرمائیں۔

☆☆☆☆☆

روزے کا صحیح شعور بیدار کرنے کے لئے ہماری کتاب ''روزے کا مقصد کیا ہے؟'' عظیم بک ڈپو سے منگوا کر ضرور پڑھئے، اور صفاتِ الٰہی کے ذریعہ اپنے ایمان میں شعور پیدا کرنے، اللہ کی معرفت حاصل کرنے، اور ایمان مفصل کی سچائی کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے تعلیم الایمان کے تمام حصے خود بھی پڑھئے اور بچوں کو بھی ضرور پڑھائیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزہ رکھنے کے باوجود تقویٰ کیوں پیدا نہیں ہو رہا ہے؟

الٓمّٓ ۝ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لاَ رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلاۃَ وَمِمَّا رَزَقْنَاھُمْ یُنفِقُوْنَ ۝ (البقرہ: ۱تا۳)

ترجمہ: الم۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں، یہ ہدایت ہے ان ڈر رکھنے والوں کے لئے جو بے دیکھی چیزوں پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے (اللہ کی خوشنودی کے کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔

یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِن قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ:۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے؛ تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَلاَ تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ إِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ (البقرہ:۲۰۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلو، یقین جانو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلاَ تَمُوْتُنَّ إِلاَّ وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (اٰل عمران:۱۰۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! دل میں اللہ کا ویسا ہی خوف رکھو جیسا خوف رکھنا اس کا حق ہے، اور خبردار! تمہیں کسی اور حالت میں موت نہ آئے؛ بلکہ اسی حالت میں آئے کہ تم مسلمان ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے، اور اللہ سے ڈرو، یقین رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔ اور تم ان جیسے نہ ہو جانا جو اللہ کو بھول بیٹھے تھے، تو اللہ نے انہیں

خود اپنے آپ سے غافل کردیا، وہی لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ جنت والے اور دوزخ والے برابر نہیں ہوسکتے، جنت والے ہی وہ ہیں جو کامیاب ہیں۔'' (الحشر: ۱۸ تا ۲۰)

تقویٰ کب پیدا ہوگا؟

بیہقی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ہر چیز نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دوسرے اعمال کا حساب ہوگا، مگر ہر شخص کو اس کے عقل و شعور ہی کے حساب سے اجر و ثواب دیا جائے گا۔

اس حدیث کی روشنی میں بے شعوری کے ساتھ اندھی تقلید میں دیکھا دیکھی روزے مت رکھئے، بلکہ روزے کی حقیقت اور حکمت جان کر شعور کے ساتھ روزے رکھئے، اسی بے شعوری کی وجہ سے اکثر مسلمان بے شعوری کے ساتھ رسم ادا کرنے اور قانون کی خانہ پوری کے لئے روزے رکھتے ہیں، اور رمضان کا چاند نظر آتے ہی مسجدیں آباد کرتے ہیں، پھر شوال کا نظر آتے ہی مسجدیں ویران ہو جاتی ہیں، یہ کیفیت برسوں سے پوری دنیا میں چلی آرہی ہے، رمضان کے بعد شاید ہی دو چار مصلیوں کا اضافہ ہوتا ہے، مگر اعمال کے اعتبار سے رمضان سے پہلے جیسے ہوتے ہیں رمضان کے بعد پھر ویسے ہی بن جاتے ہیں۔

چاند کے حساب سے روزہ رکھنے کی حکمت

اللہ نے امت مسلمہ کو چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اور چاند دیکھ کر روزے چھوڑنے کا طریقہ رکھا ہے، غیر مسلم، مسلمانوں کے اس عمل کو دیکھ کر یہ غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ مسلمان چاند کی بھی شاید عبادت کرتے ہیں، ہمیں یہ بات ان کو سمجھانی چاہئے کہ ہم سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہیں کرتے، یہاں تک کہ پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عبادت نہیں کرتے، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اللہ ہی کے حکم سے چاند کے حساب سے روزے شروع کرنے اور چاند کے حساب سے ختم کرنے کا طریقہ سکھایا ہے، اس میں حکمت اور وجہ یہ ہے کہ دنیا میں دو قسم کی جنتریاں چلتی ہیں، ایک سورج کے حساب سے شمسی توانائی، اور

دوسری چاند کے حساب سے یعنی قمری توانائی، سورج کے حساب سے چلنے والا کیلنڈروں میں جو موسم جس مہینے میں آتا ہے، ہر ملک میں الگ الگ ہوتا ہے، مثلاً گرما کا موسم ہندوستان میں اپریل اور مئی میں آتا ہے، زندگی بھر وہ اسی مہینے میں آتا رہتا ہے، مگر چاند کے حساب سے اگر رمضان کا مہینہ ایک سال اپریل میں آئے تو پھر دوسرے سال گیارہ دن کے فرق سے مارچ میں چلا جاتا ہے، اس لحاظ سے تقریباً ۳ رسالوں تک ہندوستان میں رہنے والوں کو رمضان اپریل میں آتا ہے، پھر مارچ میں چلا جاتا ہے۔

پھر اللہ نے سردی، گرمی اور برسات کے موسموں میں دن بڑے چھوٹے رکھے ہیں، اس طرح انسان ان موسموں اور مہینوں کی گردش سے کبھی گرمی میں کبھی برسات میں اور کبھی سردیوں میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کی مشق کرتا رہتا ہے، گویا ہر موسم میں اللہ کی عبدیت وبندگی کے لئے تیار رہتا ہے۔ ورنہ سورج کے کیلنڈر کے حساب سے روزے یا حج ہوتے تو انسان جس ملک میں رہتے ہیں ان کو زندگی بھر روزے اسی مہینے اور اسی موسم میں رکھنا پڑتا، اس لئے قمری کیلنڈر سے چاند کی گردش پر ہر ملک کا انسان سردی، گرمی اور برسات کے موسم میں روزے رکھ کر اللہ کی عبدیت وبندگی کی تربیت پاتا رہتا ہے۔

اس کے برعکس اگر انسان کو کسی بھی مہینے میں روزے اور حج کرنے کی آزادی دے دی جاتی تو دولت مند تاجر لوگ اپنی اپنی سہولت اور آرام کا خیال کر کے فرصت کا خیال کر کے گرما کی وجہ سے اپنا مقام چھوڑ کر کسی دوسرے ملک چلے جاتے یا اپنے آرام اور سہولت سے سال کے کسی سرد مہینے اور چھوٹے دنوں میں روزے یا حج کر لیتے تھے، سورج کے کیلنڈر کے حساب سے سرد علاقوں والے صرف سردیوں ہی میں اور گرم علاقے والے صرف گرما ہی میں روزے رکھنا پڑتا تھا، اور سرد علاقے والے کبھی گرم علاقوں میں سفر کر لیں تو انہیں گرما میں اللہ کی عبدیت و بندگی کرنا مشکل ہوجاتا، اس لئے اللہ نے اپنی حکمت سے قمری مہینوں کے حساب سے روزے اور حج کرنے کا طریقہ مقرر کیا، تاکہ انسان چاہے امیر ہو یا غریب' عورت ہو یا مرد سب ایک ساتھ ایک ہی مہینے میں اللہ کی

عبدیت وبندگی سردی' گرمی اور برسات میں کرنے کے عادی بنیں اور پوری دنیا میں ایک ہی مہینے اور ایک ہی وقت میں روزے رکھ کر امت مسلمہ میں اتحاد و اتفاق اور مساواتِ انسانی کا مظاہرہ دنیا کو بھی نظر آئے، پھر اللہ نے دنیا میں مختلف موسم بنائے، اسی طرح تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے رمضان کے مہینے کو روزے اور تقویٰ کا موسم بنایا؛ تاکہ پوری دنیا میں امت مسلمہ کے معاشرے میں تقویٰ کا موسم رہے۔

روزے کے تین بڑے مقصد ہیں

(۱) خالص اللہ کی بڑائی میں اللہ کے لئے روزہ رکھیں۔ (۲) جو ہدایت قرآن مجید کی شکل میں ملی ہے اس کا شکرانہ ادا کریں۔ (۳) تقویٰ و پرہیزگاری کی مشق کریں۔

☆ چاہے دن بڑا ہو یا چھوٹا، موسم چاہے گرما کا ہو یا سردی کا' خالص اللہ کی محبت اور اللہ کے لئے مسلمان روزہ رکھتا ہے، اور اپنے اس عمل سے اللہ کی بڑائی کو ظاہر کرتا ہے، کہ اس کے نزدیک سوائے اللہ کی بڑائی کے کسی کی بڑائی نہیں ہے۔

☆ قرآن مجید کو اور تمام آسمانی کتابوں کو اللہ نے رمضان ہی کے مہینے میں انسانوں کی ہدایت کے لئے نازل کیا ہے، اور پھر روزوں کو بھی اپنی حکمت سے رمضان ہی کے مہینے میں فرض کیا ہے، اس کی وجہ سے انسان اس مہینے میں روزے رکھ کر قرآن مجید کے احکام پر چلنے کی مشق کرتا رہتا ہے اور قرآن مجید پر عمل کر کے عملی طور پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔

کسی چیز کا شکرانہ صرف زبان سے شکریہ کہنے سے ادا نہیں ہوتا بلکہ زبان سے شکر کیا جائے' دل میں اس تحفے کا احترام کیا جائے، اور جس مقصد کے لئے وہ تحفہ دیا گیا ہے اسی مقصد میں اس کا استعمال کرنے سے صحیح شکر ادا ہوتا ہے۔ اگر کوئی ایک ہزار روپے تحفہ دے، اس کو حاصل کرنے کے بعد زبان سے شکریہ ادا کر دینے کے بعد اسی کے سامنے چولہے میں جلا کر چائے بنائی جائے تو یہ ناقدری و ناشکری ہوگی، اسی طرح قرآن مجید جو انسان کے لئے سب سے بڑی نعمت اور دولت ہے، اس پر ایمان لا کر اس کے احکام پر چلنے سے ہی صحیح شکر ادا ہوگا، اللہ نے اپنی حکمت سے قرآن مجید کو رمضان المبارک میں

نازل کر کے اسی مہینے میں روزے فرض کروا کر دراصل قرآن مجید پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی مشق کا طریقہ رکھا، اور رات کے قیام میں قرآن کو تراویح میں تلاوت کرنے اور سننے کا طریقہ بھی رکھا۔

اگر قرآن شاید اس مہینے میں نازل نہ ہوتا تو اس مہینے میں روزے بھی فرض نہیں ہوتے، اور اس مہینے کی اہمیت دوسرے عام مہینوں جیسی ہو جاتی، روزے کے ذریعہ تقویٰ اور شکر ادا کرنے کا مقصد رکھا گیا۔ مسلمان کے ایمان کی پوری عمارت تقویٰ کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے، جس انسان کے پاس اللہ کی معرفت جتنی زیادہ ہوگی وہ اتنا ہی اللہ سے ڈرنے اور خشیت میں اطاعت و بندگی کر کے تقویٰ پر قائم رہتا ہے، جس کے پاس معرفت الٰہی نہ ہو وہ برائے نام ایمان لا کر نڈر زندگی گذارے گا اور اللہ کو تقلیدی طور پر مانے گا اس کی زندگی میں تقویٰ پیدا نہیں ہوگا۔

تقویٰ کانٹی دار جھاڑیوں سے اپنے دامن کو بچانے کا نام ہے

☆ حضرت عمرؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے پوچھا: تقویٰ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: امیر المؤمنین! خاردار جھاڑیوں میں سے اپنے دامن کو بچا کر نکلنے کا نام تقویٰ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اعضاء عطا فرمائے اور انسان کا تقویٰ سب سے پہلے جسم کے اعضاء سے ظاہر ہوگا، اگر جسم کے اعضاء آنکھ، کان، زبان، دل، دماغ، ہاتھ، پیر، شرمگاہ اور پیٹ' روزہ میں ہوں تو تقویٰ آسانی سے پیدا ہوتا ہے، اگر انسان پیٹ سے بھوکا اور حلق سے صرف پیاسا رہ کر باقی اعضاء کو روزہ میں نہ رکھے تو انسان تقویٰ پر نہیں آتا، جو انسان رمضان کے مہینے میں تقویٰ کی محنت نہیں کرتا، پھر وہ سال بھر تقویٰ پر نہیں چل سکتا۔

روزہ میں بھوکا رکھوانے کی اصل حکمت

☆ روزہ میں خاص طور پر پیٹ کو بھوکا اور حلق کو پیاسا رکھوانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ پیٹ ہی پوری شہوت کا خزانہ ہے، جیسی غذائیں کھائیں گے اس کے اثرات ہاتھوں' پیروں' دل اور دماغ سے ظاہر ہوتے ہیں، چنانچہ شراب پینے اور حرام غذاء کھانے، جوڑے

کی رقمیں، سود، رشوت، ظلم وزیادتی، لوٹ مار، چوری، غبن اور خیانت کا مال کھانے والوں کے اعمال میں زنا، جھوٹ، قتل، گالی گلوج، بے رحمی اور خودغرضی جیسے اعمال ظاہر ہوتے ہیں، اس لئے حالت روزہ میں حرام راستوں سے رزق اور شہوت کے اعمال سے روک دیا گیا، جب انسان حالت روزہ میں حلال چیزیں، غذاء اور شہوت سے دور رہے گا تو اسے آسانی سے غیر رمضان میں حرام چیزوں سے بھی بچے رہنا آسان ہو جائے گا۔

جب انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے تو اس میں مستی، سستی، عیاشی اور کاہلی پیدا نہیں ہوتی، وہ بھوک کی وجہ سے نفسانی خواہش اور جنسی ضرورت محسوس نہیں کرتا، نہ اسے اس حالت میں ان چیزوں کا خیال آتا ہے یا خواہش بھی پیدا نہیں ہوتی۔

☆ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو چیزیں عطا فرمائیں، ایک جسم، دوسری روح، ان دونوں میں سال بھر ٹکراؤ چلتا رہتا ہے، مقابلہ ہوتا رہتا ہے، ان دونوں میں جو جتنا طاقتور ہوگا اسی کو غلبہ حاصل ہوتا ہے جسم طاقتور ہے تو روح کو دبا کر غلبہ حاصل کرتا ہے اور اپنی خواہشات پوری کرواتا ہے، روح طاقتور ہو تو جسم پر غالب آتی ہے اور اُسے گناہوں سے روک کر اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی میں چلنے پر مجبور کرتی ہے، جسم توانا ہو اور روح بیمار ہو تو انسان گناہ کرتا اور ان سے لذت اٹھانا چاہتا ہے، روح طاقتور ہو تو اللہ کی اطاعت و بندگی کرنا چاہتی ہے اور نیکی سے محبت کرتی ہے اور برائی سے نفرت کرتی ہے۔

☆ اس کی مثال ڈرائیور اور گاڑی کی سی ہے، دنیا کی تمام گاڑیاں ڈرائیور کے کنٹرول میں چلتی ہیں، اگر اسٹیرنگ ڈرائیور کے کنٹرول سے نکل جائے تو ایکسیڈنٹ کا شکار ہو جاتی ہے، اسٹیرنگ اور بریک کنٹرول میں ہو تو ڈرائیور جب چاہے گاڑی کو کنٹرول کر سکتا ہے، اسی طرح انسان کی روح طاقتور ہو تو جسم پر پورا کنٹرول رکھ سکتی ہے اور اگر روح کمزور ہو جائے تو جسم اس کو مختلف قسم کے ایکسیڈنٹ میں مبتلا کر دیتا ہے، تقریباً پوری دنیا کے انسان جسم کے کنٹرول میں اپنی زندگی گذار رہے ہیں، ان کے جسموں پر روح کا غلبہ بہت کم ہے، جسم جب اور جو چاہتا ہے اُسے دیتے ہیں، اسی لئے

قرآن مجید میں فرمایا گیا أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ. کیا تم نے اس کو بھی دیکھا جس نے اپنے نفس کو معبود بنالیا؟

قرآن مجید کی تعلیمات پانچ عنوانات پر مشتمل ہیں

(۱)عقائد (۲)عبادات (۳)معاملات (۴)معاشرت (۵)اخلاقیات

ان پانچ میں کسی ایک میں بھی خرابی پیدا ہوجائے تو تقویٰ پیدا نہیں ہوسکتا، وہ انسان مسلمان تو رہتا ہے مگر متقی نہیں کہلاتا، مثلاً اگر کسی کے عقائد درست ہوں، عبادات درست ہوں' مگر وہ معاملات میں خراب ہو تو متقی نہیں کہلاتا، اگر کسی کے عقائد اور عبادات تو درست ہوں' اخلاقیات خراب ہوں تو وہ متقی نہیں کہلاتا، اس لئے متقی بننے کے لئے پانچوں چیزیں درست ہونا چاہئے، قرآن وحدیث کے مطابق ہوں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

اللہ نے انسانوں کو اپنی مکمل اطاعت وبندگی کے لئے پیدا کیا اور انسان کی زندگی کا مقصد (اللہ کو پہچان کر) اس کی عبادت و بندگی رکھا ہے، انسان چند چیزوں میں اطاعت کر کے متقی نہیں بن سکتا، اسے مکمل اطاعت وبندگی کرنا لازم اور ضروری ہے، تب ہی وہ متقی بن سکتا ہے، ورنہ اس کی زندگی میں مختلف خرابیاں اور کانٹے رہیں گے، اللہ نے قرآن کی سورۃ البقرہ، آیت: ۸۵ میں یہود کی حالت کو پیش کیا کہ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ. تم کتابِ الٰہی کے بعض احکام کو مانتے ہو اور بعض کا انکار اور نافرمانی کرتے ہو۔

اسلام نے اس انسان کو فاسق وفاجر کہا ہے جو کلمہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے احکام کی جان بوجھ کر خلاف ورزی' نافرمانی اور ان سے بغاوت کرے، اسلام انسان سے اللہ کی جزوی اطاعت وعبادت اور بندگی نہیں چاہتا بلکہ مکمل عبدیت وبندگی چاہتا ہے۔

تقویٰ پیدا کرنے کے لئے حلال رزق کا استعمال کرنا ضروری ہے

روزہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انسان میں تقویٰ پیدا کرنا چاہتا ہے، اللہ نے انسان کے

لئے دو قسم کا رزق زمین پر رکھا ہے، ایک روحانی رزق یعنی وحیٔ الٰہی جو آسمان سے اتارا گیا، دوسرا مادّی اور جسمانی رزق جو زمین سے نکلتا ہے، آسمانی رزق کا خاص تعلق مادّی حلال کمائی، حلال راستوں سے حاصل ہونے والے رزق سے ہے، اگر انسان حرام راستوں سے مادّی رزق حاصل کرے تو وحیٔ الٰہی جو پاک رزق ہے' وہ انسان پر اپنا اثر نہیں دکھاتی، حرام راستوں سے مادّی رزق حاصل کرنے سے انسان کی روح بیمار، کمزور اور ناتواں ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ مادّی رزق' ناپاک رزق حرام راستوں سے انسان کی پرورش میں آتا ہوا دیکھ کر پاکیزہ وحی کا جوڑ اس کے ساتھ نہیں ہوتا، وحی الٰہی پاک ہے اس کا تعلق پاکیزہ اور حلال رزق سے ہی جوڑ کھاتا ہے، اس لئے انسان اپنی زندگی کی پرورش حلال راستوں سے مال حاصل کر کے کرے، ورنہ اس میں تقویٰ پیدا نہیں ہو سکتا۔

☆ انسانی معدے کی مثال پانی کی ٹانکی جیسی ہے، پانی کی ٹانکی میں گندہ اور ناپاک پانی جانے سے نلوں سے گندہ پانی ہی نکلتا ہے، اسی طرح حرام و ناپاک رزق سے پرورش پانے سے جسم کے پورے اعضاء سے اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے اعمال و اخلاق نہیں نکل سکتے۔

سب سے پہلے ایمان کا احتساب کر کے روزہ رکھیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے ایمان و احتساب کے ساتھ روزہ رکھا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

موجودہ مسلم معاشرہ عقائد اسلام میں بہت سی گمراہیوں کا شکار ہو چکا ہے، توحید کے ساتھ شرک ملا ہوا ہے، اس لئے روزہ میں سب سے پہلے ایمان کا جائزہ لیا جائے، اس لئے کہ تمام اعمال صالحہ کے قبول ہونے کا دارومدار صحیح اور خالص ایمان پر ہے، غیر ایمان والے اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے منافق جب ایمان رکھتے تھے اور رکھتے ہیں وہ خالص ایمان کے ساتھ روزے نہیں رکھتے تھے اور نہ اپنے ایمان کا جائزہ لیتے تھے، جس کی وجہ سے وہ صرف پیٹ سے بھوکے اور حلق سے پیاسے رہ کر روزے رکھتے تھے، ایسے روزے

جس میں ایمان خالص نہ ہو اللہ کے دربار میں قبول نہیں ہوتے، ایسے لوگ روزہ سے زیادہ سے زیادہ صرف جسمانی فائدہ ہی حاصل کر سکتے ہیں، وہ اعمال جو خالص ایمان کے ساتھ کیئے جائیں وہی اللہ کے دربار میں قبولیت کا مرتبہ پاتے ہیں، اس لئے ہر مسلمان تمام اعمال وعبادات سے پہلے حج وعمرہ اور روزے رکھنے سے پہلے اپنے ایمان کا جائزہ لیں، تاکہ اس کے ایمان میں شرک کی گندگی اور نقص نہ ہو، اور اپنے ایمان کو صحابہؓ جیسا ایمان بنا کر روزہ رکھیں، جس طرح شربت اور دودھ میں بول وبراز کا قطرہ بھی گر جائے تو پھینک دیا جاتا ہے، اسی طرح ایمان میں شرک نہ ہو، عبدیت وبندگی میں شرکیہ عقائد واعمال نہ ہوں؛ ورنہ سب اعمال ردّ کردئے جاتے ہیں۔

اللہ کی ذات کو اکیلا ماننے میں شرک نہ کریں

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ٥ (یوسف:١٠٦)

اکثر اللہ کو ماننے والے شرک کرتے ہیں۔

انسان اللہ کے ساتھ ذات صفات حقوق واختیارات میں شرک نہ کرے اور وہ ان تمام چیزوں میں اللہ کو ایک اکیلا مانے تو وہ صحیح ایمان والا کہلائے گا، اور اگر ان میں سے کسی ایک میں بھی خرابی ہو اور اللہ کی پہچان نہ رکھے گا تو اس کا ایمان خالص ایمان نہیں ہوگا، بیشک ہم اللہ کو ذات میں ایک اور اکیلا تو ضرور مانتے ہیں مگر نماز میں اپنے دل میں اس کی خیالی فوٹو سوچیں یا اُسے نور سمجھیں تو شرک ہو جائے گا، اور ہمارا عقیدہ خالص نہیں رہے گا، بیشک اللہ زمین وآسمان کا نور ہے، اس پر ایمان لانے کے لئے ہمارے دلوں میں کائنات کی چیزوں کو پہچاننے کا نور پیدا ہونا ضروری ہے، دلوں کا وہ نور اللہ پر صحیح ایمان لانے سے پیدا ہوتا ہے، اللہ پر ایمان کائنات کی چیزوں کو پہچاننے کا نور ہے، اللہ نور نہیں بلکہ نورانی پردوں میں ہے، ہم نہیں جانتے کہ وہ کیسا ہے، **لیس کمثلہ شیئ** اس کی مثل ومثال نہیں، اس لئے اللہ کو ماننے کا عقیدہ خالص ہو جیسے رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو سکھایا ہے، فرشتے نور سے پیدا کیئے گئے ہیں، اگر اللہ کو نور مانیں تو فرشتے بھی اللہ کی ذات کا حصہ

ہو جائیں گے، نور میں تغیر آتا ہے، اللہ میں تغیر نہیں ہوتا۔

اللہ کے کاموں اور صفات میں شرک نہ کریں

اکثر مسلمان اللہ کو مانتے ہوئے اس کے کاموں اور صفات میں مخلوق کو شریک کرتے ہیں اور اللہ کے ساتھ ساتھ مخلوق کو بھی سمیع و بصیر اور غیب کا علم رکھنے والا مانتے ہیں یا اولاد دینے والا' مدد کرنے والا' تندرستی دینے والا، نفع دینے والا، مصیبت سے بچانے والا اور ہر جگہ حاضر و ناظر مانے تو یہ اللہ کی صفات اور کاموں میں شرک ہوگا، ایسی صورت میں ہمارا ایمان ہی صحیح نہیں ہوگا، اس سے اس شخص کے اعمال قبولیت کا درجہ نہیں پا سکتے، جس طرح وہ ذات میں اکیلا ہے اسی طرح صفات میں بھی اکیلا ہے، اس جیسی صفات کسی میں نہیں۔

انسان اسباب یعنی مخلوقات سے ضرورتیں پوری ہونے پر مخلوق پر نگاہ نہ رکھے، بلکہ اللہ ہی سے سب کچھ ہونے کا عقیدہ رکھے، جب انسان اللہ کو چھوڑ کر مخلوق سے فائدہ یا نقصان کا عقیدہ رکھتا ہے تو ایمان سے نکل جاتا ہے۔

صحابہ کرامؓ نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جس کا مفہوم کچھ اونٹوں کو ایک اونٹ کی وجہ سے خارش پھیل گئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ ایک اونٹ کو خارش کس نے لگائی اس پر صحابہؓ نے کہا: اللہ کی طرف سے خارش ہوئی، تب حضور ﷺ نے فرمایا: جب پہلے اونٹ کو خارش اللہ کے حکم سے ہوئی تو باقی اونٹوں کو بھی اللہ ہی کی مرضی سے ہوئی، آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا جس کا مفہوم ہے، اگر کوئی یہ کہے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی تو وہ ایمان سے محروم ہوگیا۔ اس لئے مومن یہ عقیدہ رکھے کہ دنیا کے کام مخلوق سے نہیں ہوتے سب کچھ اللہ کے حکم اور مرضی سے ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ اللہ کی مرضی و مشیت کے بغیر کوئی تم کو نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، مگر اتنا جتنا تقدیر میں ہو۔

ایک اور حدیث قدسی میں ہے جس کا مفہوم ہے کہ جب تم پر ظالم حکمران مسلط ہو جائیں تو ان کو برا مت کہو، مجھ سے رجوع ہو، اس لئے کہ ان کے دل میری دو انگلیوں

کے درمیان ہیں، میں اگر چاہوں تو انہیں تم پر سخت کردوں یا انہیں نرم کردوں، اس لئے ہر حالت میں میری طرف متوجہ رہو، مجھے پکارو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْ. اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو، بیشک اپنی حد تک اللہ اکبر کی تسبیح کا ورد کرلینا ثواب کا کام ہے، مگر ایمان والے دنیا کے انسان کو یہ تعلیم دیں گے مخلوقات میں کوئی طاقت نہیں، مخلوقات اللہ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کرسکتیں، اللہ نے اپنی صفات نازل کرکے یہ تعلیم دی کہ ہدایت میں دیتا ہوں، پرورش میں کرتا ہوں، پیدا میں کرتا ہوں، رزق میں دیتا ہوں، حفاظت میں کرتا ہوں، رحم میں کرتا ہوں، موت میرے حکم سے آتی ہے، ساری مخلوق میری محتاج ہے، اس لئے انسان اللہ تعالیٰ کی صفات اور کاموں میں شرک کرکے اپنے آپ کو ایمان سے خارج نہ کرلے۔

خالص اللہ ہی کی عبادت کرنا ہوگا' اللہ کے حقوق مخلوق کو دینا شرک ہے

جس طرح انسان کا جسم مجموعہ ہے، سر' آنکھ' ناک' کان' ہاتھ' پیر' دل و دماغ کا تو اُسے جسم کہیں گے، اگر ہاتھ الگ پھینک دیا جائے، سر الگ، کان الگ، پیر الگ، دل و دماغ الگ الگ پھینک دئے جائیں تو اُسے جسم نہیں کہتے، اسی طرح عبادت نام ہے قیام' رکوع' سجدہ' قعدہ' دعاء' منتیں مرادیں' بیت اللہ کا طواف' اللہ کی حمد و ثناء، اللہ ہی سے محبت' ڈر وخوف' اللہ کی بڑائی ماننا، اسی کی اطاعت و بندگی کرنے کا۔

اگر کوئی مسلمان اللہ کے ساتھ ساتھ مخلوق کو بھی عبادت جیسا رکوع' سجدہ' قیام' طواف کسی گھر کا کریں، منتیں مرادیں مخلوق سے بھی مانگے، دعائیں مخلوق سے بھی کریں، ڈر خوف' محبت اللہ سے بڑھ کر مخلوق سے رکھے، اللہ کی اطاعت کے بجائے جان بوجھ کر مخلوق کو خوش کرنے کے لئے ان کی اطاعت کرے تو یہ اللہ کے ساتھ خالص عبادت نہیں کہلائے گی اور شرک میں شمار ہوگا، وہ ایمان والا نہیں کہلا سکتا، اس کی وجہ سے اس شخص کے اعمال قبولیت کا درجہ نہیں پا سکتے اور وہ تقویٰ اختیار نہیں کرسکتا، اُسے متقی نہیں کہہ سکتے، تقویٰ کے لئے وہ سارے حقوق جو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں، ان کو مخلوقات کے ساتھ کرنا اللہ

کے حقوق میں شرک ہے اور یہ تمام اعمال مخلوقات کے ساتھ کرنا حرام ہے، اس کے علاوہ صحیح عقیدہ رکھتے ہوئے پانچ وقت کی نماز کے پابند نہ رہنا اور صرف جمعہ اور رمضان میں نمازوں کی پابندی کرنے سے مسلمان تو رہ سکتے ہیں، مگر متقی نہیں کہلا سکتے، ورنہ فاسق وفاجر مسلمان بنے رہیں گے، وہ ایمان والے ہوتے ہوئے ان کا شمار فاسقین وفاجرین میں کیا جائے گا، متقی بننے اور تقویٰ اختیار کرنے کے لئے جمعہ کی نماز کے ساتھ ساتھ پانچ وقت کی نماز پابندی سے ادا کرنا لازم ہے، اللہ کے حقوق میں یہ سب سے بڑا حق ہے، جو نماز ہر روز چھوٹ جائے متقی انسان اس کی اسی دن قضا ادا کرتا رہتا ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے، جس نے نماز کو ڈھایا اس نے دین کو ڈھایا۔ (مسلم، ابن ماجہ)

☆ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو اپنے لئے سجدۂ تعظیمی کرنے سے منع فرمایا، اور فرمایا کہ اگر مخلوق کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (مسند احمد، نسائی)

اگر انسان زبان سے اللہ کو اللہ اکبر مانے، مگر عمل سے نماز کے بعد زندگی کے کاموں میں اللہ کی بڑائی میں زندگی نہ گذارے اور اللہ کو زبان سے بڑا مانتے ہوئے جان بوجھ کر نفس کی یا دوسرے انسانوں کی سماج وسوسائٹی کے طریقوں کی اتباع کرے تو یہ انسان کا ایمان صرف لسانی یعنی زبانی ایمان کہلائے گا، فقہی اور قانونی اعتبار سے وہ مسلمان تو کہلائے گا، مگر متقی نہیں کہلائے گا، وہ انسان جو اللہ کو بڑا مانتے ہوئے نماز کے باہر زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ کی بڑائی میں زندگی گذارے وہی انسان تقویٰ پر ہوگا اور متقی کہلائے گا، اس لئے عبادات میں ان کانٹوں اور خرابیوں سے بچیں، ہم کو اللہ نے اپنی عبادت وبندگی کے لئے پیدا کیا وہ نہیں چاہتا کہ ہم اللہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ مخلوق کو بھی اللہ کے حقوق دیں، ورنہ ہمارا یہ ایمان ہی صحیح نہیں ہوگا، اگر انسان کلمہ پڑھ کر اللہ کی ذات وصفات حقوق واختیارات میں شرک کرے تو اس کی نماز، روزے، زکوٰۃ، حج اور دوسرے تمام اعمال ردّ کردئے جاتے ہیں۔

اس لئے سب سے پہلے اپنے اندر خالص ایمان پیدا کریں، جس طرح حضرت ابی بن کعبؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: کانٹی دار جھاڑیوں میں سے دامن کو بچا کر نکلنے کا نام تقویٰ ہے، اور دنیا میں زندگی گذارنے اور امتحان گاہ ہونے کی وجہ سے شرک، کفر، منافقت اور فسق وفجور کی کانٹیاں ہیں، ان سے محفوظ رہ کر زندگی گذارنے سے تقویٰ پیدا ہوسکتا ہے، ورنہ صحیح ایمان والے نہیں بن سکتے۔

کچھ احکام کی پابندی کرنا اور کچھ احکام کی جان بوجھ کر نافرمانی کرنے سے تقویٰ پیدا نہیں ہوتا

اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی میں کچھ احکام کی پابندی کرلینا اور کچھ احکام کی جان بوجھ کر نافرمانی کرنا، اللہ کی عبدیت و بندگی نہیں کہلاتی، یہ نامکمل انداز کی دین داری ہوگی، اس سے کبھی بھی ایک انسان متقی نہیں بن سکتا، قرآن مجید سورۃ البقرہ، آیت: ۸۵ میں اللہ نے یہود کے واقعہ کو بیان کرکے ان کو اور امت مسلمہ کو یہ تعلیم دی ہے، أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ. کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصہ کا انکار کرتے ہو؟ اس مضمون کو سمجھنے کے لئے پہلے یہ باتیں ذہن میں رکھنا ہوگا۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: منافق میں چار علامتیں ہوتی ہیں، (۱) جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، (۲) جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ کی پابندی نہیں کرتا، (۳) اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے، (۴) گفتگو میں گالی گلوج اور فحش بکتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: منافقین میں دو خصلتیں ہوتی ہیں: ایک اس میں دین کی سمجھ نہیں ہوتی، دوسری وہ اخلاق حسنہ سے دور ہوتا ہے۔

اس لئے ہمیں اپنا محاسبہ اور جانچ کرنی چاہئے کہ کہیں ان میں سے کوئی منافقانہ صفت ہم میں تو نہیں ہے؟

☆☆☆☆☆

معاملات کی مختصر تفصیل ذہن میں رکھئے اور اپنا جائزہ لیجئے۔

تقویٰ پیدا کرنے کے لئے معاملات میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو

معاہدوں کی پابندی کرنے والا متقی کہلائے گا:

ایمان والے جب کسی قسم کا معاہدہ کرتے ہیں، چاہے وہ زبانی ہو یا لکھا ہوا ہو' اس کی سختی سے پابندی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو وعدہ کی پابندی کا حکم دیا ہے، قرآن مجید میں ہے کہ یَآ أَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ o ''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کہ تم خود نہیں کرتے۔'' وعدہ کرنا ایک قسم کا معاہدہ ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے قرض فرمایا۔ (طبرانی)

☆ نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ معاہدہ کرنے کے بعد معاہدہ کی خلاف ورزی پر قیامت کے دن جس سے وعدہ خلافی ہوئی اس کی طرف سے میں دعویٰ پیش کروں گا۔ (ابوداؤد)

قرآن نے ایمان والوں کو صرف عقائد و عبادت ہی کی تعلیم نہیں دی بلکہ مختلف مقامات پر معاشرت' اخلاقیات اور معاملات کے احکام کی پابندی کی بھی تعلیم دی ہے۔

اس کے باوجود اکثر لوگ زمین، گھر، جائیداد، مال کے لین دین اور جانوروں وغیرہ کی خرید و فروخت کے وقت قیمتِ فروخت زبانی یا لکھ کر طے کر لیتے ہیں اور خریدنے والا قیمت ادا کرنے کے وقت کی مدت طے کرتا ہے، درمیانی مدت میں اگر اس مال پر کوئی زیادہ منافع ادا کرنے کا پیشکش کرے تو لکھے ہوئے یا زبان سے طے معاہدہ میں مال فروخت کرنے والا ٹال مٹول کر کے یا خریدنے والا وقت پر معاہدہ کی رقم نہ دے کر معاہدہ میں پھنسائے رکھتا ہے یا دوسرا گاہک نہ ملنے پر معاہدہ ختم کر دیتا ہے۔

غور کیجئے کہ ایمان والوں کی یہ بدعہدی کیا ان کو پابندی سے روزہ رکھنے کے باوجود متقی بنائے گی؟ وہ روزہ رکھ کر مسلمان تو رہتا ہے مگر فاسق و فاجر کی فہرست میں شمار ہوگا،

اسے کوئی بھی متقی نہیں کہیں گے، جبکہ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ میں نے روزے تم پر فرض کئے تا کہ تم متقی بن جاؤ، اور میں ہی روزے کا بدل ہوں۔

☆ صلح حدیبیہ کے وقت ایک صحابی حضرت ابوجندلؓ بیڑیوں میں مشرکین کی قید سے چھٹکارا پا کر آئے اور مسلمانوں سے اپنے ساتھ لے جانے کو کہا، معاہدہ ابھی زبانی طے ہوا تھا' لکھا نہیں گیا تھا، ان کے والد سہیل بن عمرو جو اس وقت مشرکین کی طرف سے معاہدہ کرنے آئے انہوں نے زبانی وعدہ پر کہا کہ معاہدہ طے ہو چکا ہے، اب ہم ابوجندل کو نہیں دے سکتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زبانی وعدہ پر پابندی کرنا پڑا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجندلؓ سے صبر اختیار کرنے کو کہا اور زبانی معاہدہ پر ہی ابوجندلؓ کو مشرکین سے واپس نہ لے سکے، اور زبانی معاہدہ کی پابندی کی، صحابہؓ پر ابوجندلؓ کی حالت کا غیر معمولی اثر پڑا، مگر زبان کی پابندی پر صبر کر گئے۔

☆ جنگ بدر میں صحابہؓ کی تعداد کم ہونے کے باوجود وعدہ کی پابندی کی گئی، جنگ بدر کے موقع پر حضرت حذیفہؓ اور ان کے والد مکہ سے مدینہ آرہے تھے، راستے میں ابوجہل اور اس کے لشکر کا آمنا سامنا ہو گیا، مشرکین نے ان دونوں کو روک لیا اور کہا کہ تم لوگ مدینہ جا کر ہمارے خلاف محمدؐ کا ساتھ دو گے، انہوں نے کہا کہ ہمیں تمہاری لڑائی سے کوئی واسطہ نہیں، مدینہ میں ہمارا گھر ہے' اس لئے ہم وہاں جارہے ہیں، تو مشرکین نے ان دونوں مسلمان باپ بیٹے سے وعدہ لیا کہ مدینہ جانے کے بعد مسلمانوں کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف ان کی مدد نہیں کرو گے۔

ان دونوں نے ظاہری طور پر وعدہ تو کر لیا لیکن ان کا ارادہ جنگ میں شریک ہونے ہی کا تھا، جب مدینہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا واقعہ سنایا اور عرض کیا کہ یہ ہم کفار سے چھٹکارا پانے کے لئے وعدہ کئے ہیں، ایسے وقت بھی جبکہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی لڑنے والوں کی ضرورت تھی، پھر بھی رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں باپ بیٹے کو لڑائی میں شریک ہو کر لڑنے سے منع فرمادیا، اور وعدہ کی پابندی کرنے کو کہا، غور کیجئے ایسے وقت

میں بھی وعدہ کی پابندی کا کتنا لحاظ رکھا گیا، یہ عمل انسان کے ایمان کو ظاہر کرتا ہے۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو عبادات سے زیادہ کردار سازی اور زبان و وعدہ کی پابندی، امانت داری اور دیانت داری پر سختی سے عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتا ہے، صحابہ کرامؓ کے زمانے میں معاملات اور وعدہ کی پابندی ہی سے مسلمانیت پہچانی جاتی تھی۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس وعدہ کی پابندی نہیں اس کا کوئی دین نہیں، جس کے پاس امانت کی حفاظت نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں۔ (بیہقی)

زمانۂ جاہلیت میں بھی عرب عہد و معاہدہ کے سخت پابند تھے

مشرکینِ عرب باوجود ایمان سے دور اور کفر و شرک پر زندگی گذار رہے تھے، لیکن وہ اپنی جہالت و کم علمی میں بھی چند چیزوں کے سخت پابند تھے، چنانچہ انہوں نے خود ہی یہ طے کرلیا تھا کہ رجب کا مہینہ جس میں اکثر لوگ عمرہ کے لئے آتے ہیں اور حج سے پہلے اور بعد کے مہینے یعنی جملہ چار مہینے کا ہم احترام کریں گے، ان میں کسی قسم کی لڑائی، لوٹ مار اور ڈکیتی نہیں کریں گے، تاکہ حاجی اور عمرہ کرنے والے پورے اطمینان وسکون اور بغیر کسی ڈر خوف کے بیت اللہ آسکیں اور حج وعمرہ ادا کرسکیں، غور کیجئے کہ وہ باوجود مشرک ہونے کے ان کا یہ اصول اور طریقۂ زندگی کتنا بہترین تھا، اور وہ اس کی پابندی کتنے بہترین انداز سے کرتے تھے۔

قتل ہوتے وقت بھی وعدہ کی پابندی کی گئی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک نوجوان نے ایک شخص کو قتل کیا، مقتول نے اس نوجوان کے اونٹ کے سر پر پتھر سے مارا تھا جس سے اونٹ زخمی ہوگیا، تو نوجوان نے اسی پتھر سے اس مارنے والے شخص کے سر پر مار دیا جس سے وہ شخص مر گیا، مقتول کے بیٹوں نے خون کے بدلے کے لئے امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کے پاس مقدمہ ڈالا۔

اس پر امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے اس نوجوان قاتل کو خون بہا دینے کا حکم دیا، اس کے بیٹوں نے خون بہا لینے سے انکار کردیا، اس پر خون کے بدلے قاتل کو قتل کرنے

کا حکم دیا گیا، نوجوان نے امیر المؤمنین سے دو دن کی مہلت مانگی، حضرت عمرؓ نے ضمانت دینے کو کہا، نوجوان اس علاقہ کا نہیں تھا' اجنبی تھا، اس نے پورے مجمع پر نظر ڈال کر حضرت ابوذر غفاریؓ کی طرف اشارہ کیا کہ وہ میری ضمانت دیں، حضرت ابوذرؓ اس کے مدد مانگنے پر ضمانت دینے کے لئے تیار ہو گئے، مقتول کے بیٹوں اور حضرت عمرؓ نے ابوذر غفاریؓ سے فرمایا کہ یہ نوجوان اجنبی مسلمان ہے، ہم میں سے کوئی بھی اس کو نہیں پہچانتا، اگر وہ نہ آئے تو آپ کو سولی پر چڑھایا جائے گا، حضرت ابوذرؓ نے پورے اطمینان سے کہا کہ میں جانتا ہوں، دو روز بعد عصر کے نماز تک وہ نوجوان نہیں آیا، لوگوں نے حضرت ابوذرؓ سے کہا کہ تیار ہو جایئے، تو انہوں نے کہا کہ ابھی دن ختم ہونے میں مغرب تک کا وقت باقی ہے، انتظار کرو۔

وہ نوجوان عین مغرب سے پہلے گھوڑا دوڑا کر آیا اور اپنی پوری داستان سنائی کہ اس کے دو بچے ہیں، ان کی پرورش کے لئے روپیہ پیسہ دے کر انتظام کر کے آیا ہوں، میری بیوی نہیں ہے، اس لئے بچوں کی ذمہ داری رشتہ داروں کو دے کر آیا ہوں، جبکہ وہ نوجوان جانتا تھا کہ اُسے سولی دی جانے والی ہے، پھر بھی اس نے اللہ کے حکم کے مطابق زبان اور وعدہ کی پابندی کی، جس کی وجہ سے مقتول کے بیٹوں نے اس کے اس عمل پر اُسے معاف کر دیا۔

قرآن مجید نے ایمان والوں کو سختی کے ساتھ وعدہ پورا کرنے کی خاص طور پر تلقین کی ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے حدیث میں وعدہ پورا نہ کرنا منافق کی علامت بتلائی ہے۔

انسانوں کو جو چیز متاثر کرتی ہے وہ کردار ہی ہے، اگر مسلمان کا کردار اچھا ہونے کے بعد انسان نماز، روزہ اور دیگر عبادات کا پابند رہے تو لوگ اس کی بڑی عزت کرتے ہیں، اس پر اعتماد کرتے ہیں، اسلام اور غیر اسلام کا فرق سمجھ سکتے ہیں، صرف نماز اور روزہ کی پابندی ہو لیکن بہترین کردار نہ ہو تو وہ متقی نہیں کہلا سکتا۔

☆ حضرت عمرؓ ایک مقدمہ کی سماعت فرما رہے تھے، دو گواہ پیش کئے گئے، ایک گواہ سے تو وہ اچھی طرح واقف تھے کہ وہ سچا ہے، دوسرے گواہ کے تعلق سے آپؓ نے صحابہؓ سے

پوچھا کہ یہ کیسا آدمی ہے؟ ایک صحابیؓ نے کہا کہ وہ بہت نیک انسان ہے، حضرت عمرؓ نے پوچھا: کیا تم ان کے پڑوس میں رہتے ہو؟ تو صحابیؓ نے کہا: نہیں! پھر پوچھا: کیا تم ان کے ساتھ سفر کیئے ہو؟ تو انہوں نے کہا نہیں، پھر پوچھا: کیا تم ان سے کبھی کوئی معاملہ یا تجارت کیئے ہو؟ تو صحابیؓ نے کہا: نہیں، اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: شاید کہ تم ان کو مسجد میں نماز کی پابندی کرتا ہوا دیکھے ہوگے، اس لئے نیک کہہ رہے ہو، میں ان کی گواہی نہیں قبول کرتا۔

مجرم کے ساتھ بھی زبان کی پابندی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایران سے جنگ ہوئی، ان کا ایک کمانڈر جس کا نام ہرمزان تھا گرفتار ہوا، جب حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپؓ نے اس کے قتل کا حکم جاری کیا، جب قتل کے لئے جلّاد نے تلوار اٹھائی تو اس نے پانی مانگا، حضرت عمرؓ جلاد کو رک جانے اور پانی دینے کا حکم دیا، ہرمزان نے پانی کا گلاس ہاتھ میں لے لیا اور کہا کہ امیر المؤمنین! کیا آپ مجھ کو اس پانی کے پینے تک قتل نہیں کریں گے، حضرت عمرؓ نے کہا: ہاں! تم کو اس وقت تک قتل نہیں کیا جائے گا جب تک کہ تم یہ پانی نہ پی لو، اس پر اس نے پوچھا: کیا یہ آپ کا وعدہ ہے؟ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہاں! یہ میرا وعدہ ہے، یہ سنتے ہی اس نے گلاس سے پانی پھینک دیا، اور کہا کہ پانی تو زمین میں چلا گیا، وہ جانتا تھا کہ مسلمان زبان اور وعدہ کے پابند ہوتے ہیں، حضرت عمرؓ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر کہا کہ ہم اپنی زبان کے پکے ہیں، اور وعدہ پورا کریں گے، حکم دیا کہ اسے قتل نہ کیا جائے، اس حکم کے بعد اس نے کہا کہ مجھے غسل کرنے دو، میں کلمہ شہادت پڑھنا چاہتا ہوں، پھر وہ مسلمان ہوگیا، اس سے پوچھا گیا کہ تم نے پہلے ہی کلمہ کیوں نہیں پڑھا؟ تو اس نے کہا کہ اگر پہلے کلمہ پڑھتا تو آپ لوگ کہتے کہ میں قتل کے ڈر سے کلمہ پڑھ رہا ہوں، میں نے جب آپ کے کردار اور زبان میں عملی طور پر پختگی دیکھی تو مان گیا کہ اسلام سچا مذہب ہے۔

اس لئے خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ معاہدہ چاہے زبانی ہو یا لکھ کر، ہر ایک وعدہ پورا کرنا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس لئے ارشاد فرمایا: جس کے پاس وعدہ کی پابندی

نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔ (بیہقی)

غور کیجئے اگر ہم نماز، روزہ اور زکوٰۃ وحج ادا کرتے ہوئے معاہدوں کی پابندی نہیں کریں گے تو کیسے اپنے اندر تقویٰ پیدا کرسکیں گے؟ ہم متقی کیسے بنیں گے؟ کیا صرف طہارت' وضو وغسل، نماز، روزہ، حج، داڑھی اور پردہ کرنے کا نام تقویٰ ہے؟ صرف رمضان کا چاند نظر آتے ہی مسجدیں آباد کردینے کا نام اسلام ہے؟ کیا ہم اسلام کی چند باتوں پر عمل کریں گے اور چند باتوں کے خلاف چلیں گے؟ یادرکھئے صرف جزوی اطاعت کا نام اللہ کی بندگی نہیں، بلکہ کامل ومکمل اطاعت وفرمانبرداری کا نام بندگی ہے، مومن کے ایمان کی عمارت پورے تقویٰ پر قائم ہوتی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نبوت ملنے سے پہلے تجارت کے ایک معاملہ میں ایک صاحب کے وعدہ پر تین دن تک ان کے انتظار میں ایک ہی مقام پر رہے۔ (ابوداؤد)

رسول ﷺ ہجرت سے پہلے انصار سے کئے گئے وعدہ پر کہ آپؐ فتح مکہ کے بعد مکہ واپس نہ ہوں گے کے معاہدے پر قائم رہے اور مدینہ ہی میں قیام کیا، جبکہ آپؐ کو مکہ شہر اور کعبۃ اللہ سے بے انتہاء محبت تھی، مگر وعدے کی پابندی کی، صلح حدیبیہ کے معاہدے کے تحت جو مسلمان ہوکر مکہ سے مدینہ آئے اُسے مکہ والوں کو واپس کرنا شرط تھی، رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبصیرؓ (عتبہ بن اسیدؓ) کے مدینہ بھاگ کر آنے پر معاہدے پر عمل کرتے ہوئے انہیں مشرکین کے حوالے کردیا اور صلح حدیبیہ کے بعد اگلے سال آکر تین دن تک مکہ میں رہے، پھر مشرکین نے وعدہ کے مطابق مکہ چھوڑنے کو کہا، تو فوراً مکہ چھوڑ کر چلے گئے، اس طرح رسول اللہ ﷺ نے قیامت تک آنے والے مسلمانوں کی تربیت فرمائی۔

امانت میں خیانت نہ کرنے والے متقی کہلائیں گے

امانت کا بہت وسیع مفہوم ہے، قرآن بھی امانت ہے، زمین پر خلافت ملنا بھی امانت ہے، انسانی جسم کے اعضاء بھی امانت ہیں، اولاد بھی امانت ہے، نکاح میں آنے والی عورت بھی امانت ہے، راز کی بات بھی امانت ہے، کسی کا سونا چاندی، روپیہ پیسہ رکھنا،

دُکان، مکان اور کھیت وغیرہ کرایہ پر لینا بھی امانت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی نبوت ظاہر کرنے سے پہلے آپ کو ایمان کی دعوت سے پہلے ہی امانت دار اور دیانت دار بنا کر مکہ والوں کے سامنے پیش کیا، جس کی وجہ سے مشرکین آپ کو صادق و امین کہتے تھے اور باوجود مخالفت کے اپنی امانتیں آپؐ کے پاس لاکر رکھتے تھے، امانت داری و دیانت داری سے انسان دوسرے لوگوں کی نگاہوں میں سچا ثابت ہوتا ہے، اس پر یقین واعتماد کیا جاتا ہے۔

یہودی، احکامِ الٰہی کو لوگوں سے چھپاتے تھے اور کتابِ الٰہی کے بہت سارے احکام میں خیانت کر کے بدل دیتے اور انہیں خدا کا حکم بتلاتے تھے، جان بوجھ کر کتاب الٰہی کے خلاف عمل کرتے تھے، عربوں کا مال ہڑپ کر لینا جائز تصور کرتے تھے، خالص توحید کے ساتھ شرک کو ملا دیا، اسی طرح عیسائی، یہودیوں کی طرح کتاب الٰہی میں تحریفات کر کے دونوں اللہ کی امانتوں تورات اور انجیل کو بدل ڈالا، بہت ساری چیزوں کو جو حرام تھیں انہیں حلال کر لیا، یہ سب کتابِ الٰہی کے ساتھ امانت میں خیانت ہے۔

اسی طرح اکثر بے شعور ایمان سے کمزور مسلمان، زمین پر اللہ نے حکومت واقتدار دیا تو قرآن مجید کو امانت نہ جان کر خدائی قانون کی جگہ انسانی قانون کو نافذ کر کے حکومت کی، اکبر اعظم نے تو قرآنی قانون اور ضابطۂ حیات کے خلاف دین الٰہی کو جاری کیا، غیر مسلموں سے شادیاں کیں۔

عجمی علاقوں میں مسلمان خالص ایمانی عقیدے کے خلاف غلو میں شرکیہ عقائد و اعمال میں مبتلا ہو گئے، اور غیر مسلموں کے سامنے قبروں، علموں، جھنڈوں اور چلّوں کے ساتھ شرکیہ اعمال کر کے ان کو توحید سمجھانے کے بجائے شرکیہ عقائد واعمال سکھائے، قرآن مجید کے احکام کے خلاف سماج اور سوسائٹی کے رسم و رواج اور جاہلانہ طریقوں کو دین سمجھ کر عمل کیا اور دوسروں کے سامنے قرآن مجید کی غلط شکل پیش کی، غلو میں بدعات و خرافات کو دین کا حصہ بنا دیا، یہ سارے اعمال خیانت کہلاتے ہیں، ان اعمال پر چلنے والے رمضان کا

چاند نظر آتے ہی روزوں کا اہتمام کر کے مسجدیں تو آباد کر دیتے ہیں مگر زندگی کے دوسرے شعبوں میں اللہ کی مکمل اطاعت و بندگی نہیں کرتے، بھلا یہ لوگ کیسے متقی کہلائیں گے، کیا رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو دین پر اسی طرح عمل کرنے کی تعلیم دی؟ اسی لئے مسلمان برسوں سے روزے رکھنے کے باوجود متقی نہیں بن رہے ہیں، ان میں ہر سال روزے رکھنے کے باوجود تقویٰ پیدا نہیں ہو رہا ہے۔

اسی طرح زندگی کے دوسرے معاملات مثلاً دکان، مکان یا کھیت کرایہ پر لے کر یا تو کرایہ ادا نہیں کرتے یا خالی کرنے کے لئے پگڑی کی رقم جتنا کرایہ ادا کئے اس سے دس گنا بڑھ کر مانگتے ہیں، یا پھر ملکیت کا جھوٹا دعویٰ جھوٹے مقدمہ کے ذریعہ عدالت میں دائر کرتے ہیں، زمینات خالی نظر آنے پر یا ایک ہی زمین کو دو چار لوگوں کو فروخت کر کے دھوکہ اور دادا گیری سے زمین پر قبضے کر لیتے ہیں، روپیہ پیسہ، سونا چاندی امانت رکھنے پر استعمال کر لیتے ہیں، اگر معاملات ہمارے ایسے ہی رہیں گے تو کیا ہم ہر سال پابندی کے ساتھ روزے رکھ کر متقی بن سکتے ہیں؟ جبکہ اللہ نے متقی و پرہیزگار بنانے کے لئے ہم پر روزے فرض کئے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے تھوڑی سی زمین بھی ظلم سے کسی کی لے لی تو وہ قیامت کے دن ساتوں زمین تک دھنسا دیا جائے گا۔ (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چوری اور لوٹ کا مال مردار ہے۔ (ابوداؤد)

وراثت کا مال، جھوٹی گواہی، یتیموں کا مال کھا جانے والے متقی نہیں کہلاتے، اکثر لوگ عدالتوں میں کرایہ پر جھوٹی گواہی کے لئے یا رشتہ اور دوستی کی بنیاد پر غلو میں جھوٹے مقدمات میں جھوٹی گواہی دیتے ہیں، جبکہ سورۂ حج میں جھوٹی گواہی کو شرک اور بت پرستی کے برابر بیان کیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹی گواہی اپنی گندگی میں اور اللہ کی ناراضگی اور لعنت کی وجہ سے شرک باللہ کے ساتھ جوڑ دی گئی ہے۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد)

☆ اسی طرح رسول ﷺ نے فرمایا: جھوٹی قسم کھانے پر دوزخ واجب کر دی گئی۔ (مسلم)

☆ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹی گواہی یا کسی وجہ سے جھوٹی قسم کھائے تو

اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔(ابوداؤد)

اکثر لوگ والد یا شوہر کے انتقال کے بعد وارثوں کو ان کا حق تقسیم نہیں کرتے یا یتیموں کا مال اپنے قبضہ میں رکھ کر مختلف بہانوں سے کھا جاتے ہیں، یتیموں پر ظلم وزیادتی کرتے ہوئے بے عزت طریقوں سے طعنے دیتے ہوئے پرورش کرتے ہیں، خاص طور پر ماں مرجائے تو دادی، پھوپیاں یا دوسری بیوی بچوں کو منحوس سمجھتے ہوئے نوکروں کی طرح برتاؤ کرتے ہیں اور دوسری بیوی شوہر کو دیوانہ بنا کر ان پر ظلم کرتی ہے، یتیموں کی ملکیت اپنے قبضے میں رکھ کر زیادہ دنوں تک فائدہ خود اکیلے اٹھاتے ہیں، یا وراثت کا مال مختلف بہانوں سے خود اکیلے کھا جاتے ہیں، وارث مطالبہ کرے تو مقدمہ لڑے بغیر نہیں دیتے، ان کو اللہ کے پاس حساب دینے کا احساس ہی نہیں رہتا، ایسے لوگ چاند دیکھتے ہی نماز، روزوں کی پابندی میں صف اول میں آکر ٹھہرتے اور ہر سال پابندی سے روزے رکھتے ہیں، کیا ایسے مسلمان کو متقی کہا جاسکتا ہے؟ یہ لوگ مسلمان تو رہ سکتے ہیں لیکن ان کا شمار فاسق وفاجر کی فہرست میں ہوگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ احسان اور عمدہ سلوک کیا جائے اور بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔(ابن ماجہ) ایمان والوں کو دنیا کے ان کانٹوں سے بچتے ہوئے گذرنا ہے۔

سود کی شکلیں بدل کر کھانے والے متقی نہیں بن سکتے

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر سود لینے دینے کے کاروبار کو حرام کیا ہے، اکثر لوگ مالدار ہوتے ہوئے بغیر سود کے قرضۂ حسنہ پر راضی نہیں ہوتے، بعض تو تجارت کے بجائے علمائے سوء کی ترغیبات پر دار الکفر کہہ کر سود کے باقاعدہ کاروبار کرتے ہیں، حالانکہ کوئی چیز ضمانت کے طور پر رکھ کر قرضۂ حسنہ دیا جاسکتا ہے، جس پر ثواب بھی ملتا ہے، بعض لوگ سود کی شکلیں بدل کر منافع کے نام پر سود کھاتے ہیں یا ہر مہینہ ایک خاص رقم مقرر کر کے منافع لیتے ہیں، یا بعض لوگ بڑی رقم پہلے لے لیتے ہیں، پھر کچھ مہینے منافع کے نام پر کچھ رقم دیتے رہتے ہیں، پھر بعد میں پوری رقم ڈوبا دیتے ہیں اور کھا جاتے ہیں،

اکثر لوگ فلکسڈ ڈپازٹ رکھ کر رقم میں اضافہ کرتے ہیں، تاکہ لڑکیوں کی شادی یا اولاد کی تعلیم میں کام آئے۔

بعض لوگ تجارت نہ کر کے ہرّاج کی چٹھیوں کا کاروبار کر کے منافع کے نام پر ہر مہینہ کمیشن لیتے ہیں، اور سب حصہ داروں کو کمیشن برابر تقسیم کر کے سود کھاتے ہیں، بعض مسلمان کرایہ کے مکان سے بچنے کے لئے رہن کے مکانات لے کر اُسے خود استعمال کرتے ہیں، بعض بینک کا سود جائز سمجھتے یا بینک خود اپنے گاہکوں کو دھوکہ دے کر منافع کے نام پر سود دیتا ہے اور لوگ استعمال کرتے ہیں۔

☆ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ ایک میت میں شریک تھے، جنازہ دفن ہونے تک قبر کے پاس دھوپ میں ہی ٹھہرے رہے، ان کے شاگردوں نے کہا کہ فلاں مکان کی دیوار کے پاس سایہ ہے وہاں چلئے، آپؒ نے فرمایا کہ میں نے اس مکان والے کو قرض دیا ہے، اب اس گھر کی دیوار سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا، ورنہ وہ بھی سود میں شمار ہوگا۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے معراج میں سود کھانے والوں کے پیٹ کو ایک گھر کی طرح سانپوں سے بھرا ہوا دیکھا۔ (ابن ماجہ)

یہ سب احکام و احوال جاننے کے باوجود اکثر لوگ سود کھاتے ہیں، نڈر بنے رہتے ہیں اور روزوں کی باقاعدہ پابندی تو کرتے ہیں لیکن تقویٰ حاصل نہیں کر سکتے، جبکہ اللہ نے ان پر روزے تقویٰ پیدا کرنے کے لئے فرض کیا ہے، یہ لوگ مسلمان تو رہیں گے، مگر فاسق و فاجر لوگوں کی فہرست میں چلے جائیں گے، متقی و پرہیزگار انسان سود کو ماں کے ساتھ زنا کے برابر تصور کرتا ہے اور اللہ سے جنگ کرنا سمجھتا ہے، اور بینک سے آئے ہوئے زبردستی کے سود کی رقم کو اپنے اصل مال سے الگ کر کے غریب اور پریشان حال لوگوں کو بغیر کسی ثواب کی نیت کے دے دیتا ہے، ناجائز مقدمات اور جیل میں قید غریب انسانوں کو ضمانت منظور کروانے کے لئے دے دیتا ہے، کسی غریب کو روزگار لگا کر دے دیتا ہے۔

نکاح کو غیر اسلامی طریقوں سے کرنے والا متقی نہیں بن سکتا

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ نکاح کو آسان کرو اور زنا کو مشکل کرو، اس کے باوجود اکثر مسلمان نکاح کو مشکل اور زنا کو آسان بنا رہے ہیں، ایسے لوگ نماز اور روزے تو رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر ادا کرتے ہیں، لیکن نکاح کو مختلف جاہلانہ رسوم و رواج اور حرام معاملات سے کرتے ہیں، چنانچہ نکاح کے معاملے میں سادگی سے کرنا غریبی اور شان کے خلاف سمجھتے ہیں، اور شادی بغیر تلک اور جوڑے کی رقمیں، سامانِ جہیز اور خاص تعداد میں مہمانوں کی ضیافت تک شادی کے معاملے میں راضی نہیں ہوتے، حالانکہ شریعت اسلامیہ میں یہ سب حرام کام ہیں، اکثر مسلمان ناچ گانا بجانا، آرکیسٹرا، شادی خانوں کی سجاوٹ، دولہا دولہن کے اسٹیج اور شادی خانے میں کئی قسم کے اسٹالس لگانا، یہ سب غیر اسلامی اعمال کرتے ہیں پھر چاند نظر آتے ہی بڑے متقی بن کر مسجد میں نظر آتے ہیں، آخر روزے رکھنے کے باوجود ایسے لوگ اپنی زندگی میں تقویٰ کب پیدا کریں گے؟

لڑکا لڑکی یا اولاد کو اللہ کی امانت نہیں جانتے، اور ان کو دین کی بنیادی باتوں سے واقف ہی نہیں کرواتے، صرف رٹا کر دینی تعلیم دلواتے ہیں، دنیا کی تعلیم دلا کر مطمئن رہتے ہیں، اور ان کی ایسی پرورش کرتے ہیں کہ وہ جہنم میں جانے کے قابل بن جائیں، ساری محنت دنیا بنانے کی کرتے ہیں ان کو اولاد کے دین سے دوری پر کوئی غم نہیں ہوتا، جوان ہوتے ہی میاں بیوی کے اسلامی حقوق بتلائے بغیر غیر مسلموں کی طرح ممتا کی محبت میں نکاح تو کر دیتے ہیں اور جب طلاق ہوتی ہے، تو شیطان کے بہکاوے میں نفس کی غلامی میں غصہ ہو کر ڈوری کا جھوٹا مقدمہ لڑ کے پڑ ڈالتے ہیں اور سالوں مقدمہ لڑتے ہیں اور پھر صلح کرنے کے لئے لاکھوں روپئے لے کر مقدمہ ختم کرتے ہیں۔

اکثر مرد نکاح کے وقت مہر ادا کرنے کو ایک رسم تصور کرتے ہیں، اور مہر ادا کرنے کو اللہ کا حکم نہیں سمجھتے، نہ ادا کرنے کی نیت رکھتے ہیں، جبکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مہر ادا کرنے کی نیت نہ رکھے وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے زانی

کی حیثیت سے پیش ہوگا۔(طبرانی)

بہت سے لوگ لڑکی کو مہر معاف کروانے کے طریقے اختیار کرتے ہیں اور اختلافات پر طلاق نہ دے کر خلع لینے پر مجبور کرتے ہیں، یا لڑکی کو ماں باپ کے گھر واپس بھیج کر اور ویسے ہی بغیر شوہر اور طلاق کے لٹکائے رکھتے ہیں، خود دوسری شادی کر لیتے، نہ طلاق دیتے، نہ مہر دیتے، نہ نان ونفقہ دیتے، الٹا لڑکی کا سونا چاندی بیچ کر کھا جاتے ہیں اور سامانِ جہیز استعمال کر لیتے ہیں۔

ایسے تمام لوگ چاند دیکھتے ہی نمازی بن کر مسجدیں آباد کر دیتے ہیں، مہینہ بھر روزے اور تراویح کا اہتمام کرتے ہیں، آخر یہ لوگ تقویٰ اپنی زندگی میں کیسے پیدا کریں گے؟ اور کب پیدا کریں گے؟ جبکہ دنیا ہی ان کے لئے تقویٰ پیدا کرنے کی واحد جگہ ہے۔

اور اللہ کی اطاعت و بندگی کب کریں گے؟ یہ سب بداعمالیاں کرنے والے مسلمان تو رہیں گے مگر تقویٰ سے خالی رہ کر فاسق وفاجر کی فہرست میں شمار کئے جائیں گے۔

بعض جاہل اور اَن پڑھ مسلمان اپنی بیوی کی لونڈی کی طرح پٹائی کرتے ہیں، گالی گلوج کرتے ہیں، ان کی بے عزتی کرتے ہیں؛ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کو لونڈی کی طرح مارنے سے منع کیا ہے۔(ابوداؤد)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: سب سے اچھا انسان وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے حق میں بہتر ہو، میں اپنے اہل وعیال کے حق میں تم سب سے بہتر ہوں۔(ترمذی)

رمضان میں مسلمانوں کے پڑھے لکھے، جاہل و اَن پڑھ، غنڈے، آوارہ بے نمازی سب ہی روزے رکھتے ہیں لیکن کسی کو اپنے اندر تقویٰ پیدا کرنے کی فکر ہی نظر نہیں آتی، صرف قانون کی خانہ پوری کے لئے رمضان کا کچھ اہتمام کر لیتے ہیں، پھر شوال کا چاند نظر آتے ہی اسلام سے دور ہو جاتے ہیں، پھر اس کے بعد صرف جمعہ کے دن ہی نظر آتے ہیں، آخر صرف جمعہ کی پابندی کر کے متقی کیسے بنیں گے؟ کیا اسلام صرف جمعہ کی نماز کا حکم دیتا ہے؟

☆ رشوت کو حرام جاننے کے باوجود رشوت کھانے والے تقویٰ اختیار نہیں کر سکتے، لوگوں کو حکومت کے دفاتر میں اپنے مختلف کام کروانا پڑتا ہے، جو مسلمان عہدہ و کرسی پر ہوں' یا عدالت میں ہوں' یا منسٹری میں ہوں، وہ اگر رشوت کو حرام جان کر بھی رشوت لے کر لوگوں کے کام کرتے ہوں تو ایسے مسلمانوں کی زندگی میں باوجود روزے رکھنے' نماز کی پابندی کرنے کے باوجود تقویٰ پیدا نہیں ہوسکتا، ان کو حرام آمدنی اور بغیر محنت کے تنخواہ کے علاوہ کی یہ آمدنی حرام کاموں پر ابھارتی ہے، اللہ نے ایمان والوں کو خاص طور پر تاکید کی کہ وہ ایک دوسرے کا مال ناجائز اور ناحق طریقوں سے نہ کھائیں، اس لئے اسلامی شریعت میں رشوت حرام ہے، جو لوگ رشوت کے عادی ہوتے ہیں وہ بے رحم و خود غرض بن جاتے ہیں، اور جھوٹ بول کر لوگوں سے رشوت لیتے ہیں، وہ اور ان کی اولاد اخلاق رذیلہ کا شکار ہوتی ہے، شراب، جوا، فضول خرچی، موٹر، بنگلہ اور نوکر چاکر رکھ کر دنیا میں شان وشوکت والی دکھاوے کی زندگی گذارتے ہیں، اور اپنے بچوں کی دنیا بنانے کے لئے اسی حرام مال سے ڈاکٹر' انجینئر' یا اعلیٰ تعلیم کے لئے باہر ممالک میں بھیجتے ہیں۔

بعض لوگ تنخواہ کے پیسے جمع کرتے ہیں اور رشوت کے مال سے گھر کا خرچ اور اہل وعیال کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں اور جمع شدہ تنخواہ کی رقم سے حج یا عمرہ کرتے ہیں، ان کے گھروں میں شادیاں' جاہلانہ رسوم و رواج اور فضول خرچی کے ساتھ ہوتی ہیں اور یہ شیطان کے بھائی بنے رہتے ہیں۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے والوں اور دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حرام مال کا صدقہ قبول نہیں ہوتا، مرنے کے بعد چھوڑا ہوا حرام مال جہنم کا توشہ ہوگا۔

☆ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ دس درہم کے کپڑے میں ایک درہم بھی حرام کا ہو تو اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ☆ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: وہ گوشت اور جسم جنت میں نہیں جاسکے گا جس کی نشو ونما حرام مال سے ہوئی ہو، دوزخ اس کی زیادہ مستحق

ہے۔(مسند احمد، بیہقی) ☆ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث پاک کے خلاصہ میں یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن حشر کے میدان میں پانچ سوالوں میں سے ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ (ترمذی) نماز' روزے اور داڑھی رکھتے ہوئے جسم کے نام سے مسلمان ہوتے ہوئے سب سے زیادہ پیسے سے محبت کرنے والے حرام وحلال راستوں سے مال کمانے والے متقی نہیں بن سکتے، ان کا شمار فاسق وفاجر لوگوں میں ہوگا۔

تجارت میں بے ایمانی کرنے والے متقی نہیں بن سکتے

اکثر لوگ نماز روزہ کے تو پابند ہوتے ہیں لیکن تجارت میں تقویٰ اختیار نہیں کرتے، ''اللہ کے واسطے عبادت کرتے ہیں' پیٹ کی خاطر کڑوی چراتے۔'' گویا وہ تجارت کے ذریعہ اللہ کی عبادت سے محروم رہتے ہیں، اپنی تجارت کو عبادت نہیں بناتے، تجارت میں جھوٹ، ملاوٹ، وعدہ خلافی، دھوکہ، قرض ڈبونا، ناقص مال بغیر عیب بتائے فروخت کرنا، مال کما کر فضول خرچی کرنا وغیرہ جیسی بداعمالیاں کرتے ہیں، بھلا ایسے تاجر نماز اور روزہ کی پابندی کرتے ہوئے کیسے تقویٰ اختیار کریں گے؟ کیا تقویٰ صرف نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کا ہی نام ہے؟ کیا اسلام مسلمانوں کو صرف نماز روزہ ہی کا پابند بناتا ہے؟

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء' صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔(ترمذی)

☆ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: تجارت میں زیادہ قسمیں کھانے سے برکت ختم ہوجاتی ہے۔(مسلم)

☆ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ بازار سے جاتے وقت ایک تاجر کے مال میں اوپر سوکھا ہوا چاول اور اندر بھیگا ہوا چاول چھپا ہوا دیکھا تو فرمایا: مال کا عیب چھپا کر مال فروخت کرنا دھوکہ ہے، دھوکہ دینے والا ہم میں سے نہیں، ایسے لوگوں پر خدا کا غضب اور فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے۔(ابن ماجہ)

☆ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جھوٹی قسمیں کھا کر مال لوٹنے والا قیامت میں کوڑھی

کے مریض کی شکل میں پیش ہوگا۔ (ابوداؤد)

بعض تاجر جھوٹی قسمیں کھا کر نقلی مال کو اصلی کہتے ہیں، یا جھوٹا لیبل لگا کر برانڈ کمپنی کا بتلاتے ہیں، یا اچھے مال کے ساتھ تھوڑا خراب مال بھی ملا کر دھوکہ دیتے ہیں، یا سیمپل ایک بتلاتے ہیں اور مال دوسرا دیتے ہیں، بعض لوگ گھی' شہد اور دودھ ملاوٹ کے ساتھ اور اسی طرح کالی مرچ میں پپائی کے بیج ملا کر فروخت کرتے ہیں۔

بعض تاجر زمینات میں نوٹری کے ذریعہ ایک پلاٹ کئی لوگوں کو فروخت کرتے ہیں، یا گذری ہوئی تاریخوں کے اسٹامپ پیپر پر کئی لوگوں سے دھوکہ دے کر فروخت کرتے ہیں۔ غیر ملکی لوگ کسی ملک سے مزدور اور دیگر ماہر فن لوگوں کو ایک مخصوص کام کا معاہدہ کر کے لے جاتے ہیں، پھر وہ وہاں جانے کے بعد دوسرا کام دیتے ہیں یا اجرت نہیں دیتے اور غلام بنا کر رکھتے ہیں یا کم تنخواہ دیتے ہیں۔ اس لئے دنیا کی اس تجارت میں تقویٰ اختیار کرنا ہو تو تجارت میں یہ سب کانٹوں سے بچنا ہوگا، صرف نماز اور روزہ سے متقی نہیں کہلاتے، ورنہ ان سب کانٹوں کے ساتھ تجارت کریں گے تو مسلمان تو کہلائیں گے لیکن فاسق و فاجروں میں شمار کئے جائیں گے۔

ناپ تول میں کمی کرنے والے متقی نہیں بن سکتے

ناپ تول میں کمی کرنا بھی لوگوں کے ساتھ دھوکہ کرنا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے ناپ تول میں دھوکہ کو سمجھا کر ایمان والوں کو ناپ تول کے معاملات میں کانٹوں سے بچنے کی تعلیم دی ہے، مگر اکثر انسانوں کے پاس ناپ تول سے مراد صرف ترازو اور ناپ ہی میں ڈنڈی مارنا مراد سمجھا گیا، ہر قسم کے ناپ تول میں کمی کرنا خیانت ہے، اگر کسی کے پاس ملازمت کریں تو معاہدہ کے مطابق وقت پر جانا، وقت کو ضائع نہ کرنا، کام چوری نہ کرنا، ملازمت کے اوقات میں اپنے ذاتی کام نہ کرنا، غیر حاضر رہ کر یا وقت کم دے کر پوری تنخواہ اور اجرت لینا، یا وقفۂ طعام اور نماز میں زیادہ وقت لینا، یا مالک کی اجازت کے بغیر وہاں کا سامان لے لینا، یا مال بغیر

اجازت کھانا، دورانِ ملازمت کھیل کود کرنا یا ٹی وی وغیرہ دیکھتے بیٹھے رہنا یا ناول پڑھنا، یا ملازمت کے اوقات میں بچہ کی اسکول فیس ادا کرنے جانا یا گھر کا ٹیکس ادا کرنے یا دوستوں کی شادی میں جانا، یا کمپنی کے کام سے سفر پر جاکر زیادہ خرچ بتانا یا کمپنی کا سامان خرید کر زیادہ خرچ بتا کر اپنا کمیشن سامان فروخت کرنے والوں سے لے لینا، یا ملازمت کے لئے چپراسی یا کار ملے تو گھر کے پرائیویٹ کام پر استعمال کرنا، دفتر کا سامان گھر میں استعمال کرنا، یہ سب ناپ تول میں کمی کے کانٹے ہیں۔

رشوت لے کر کمپنی کے قانون کو نقصان پہنچانا یا کمپنی کے پیسوں میں فراڈ کرنا بھی ناپ تول میں کمی کے کام ہیں، اس میں مالک کے ساتھ وفاداری نہیں ہوتی، اور اکثر حقوق العباد کا گناہ ہوتا ہے، یہ سب اعمال ایمان داری کے نہیں، اس سے نماز روزے کے باوجود فسق و فجور کی زندگی ہوگی، ان اعمال میں مبتلا ہونے سے نماز پڑھنے، روزے رکھنے کے باوجود تقویٰ پیدا نہیں ہوسکتا، ایسے انسان بھی مسلمان ہوتے ہوئے فاسق و فاجر کی فہرست میں شمار ہوں گے، ایسے لوگوں کو کوئی بھی متقی پرہیزگار نہیں کہتا، اسلام صرف داڑھی رکھنے، نماز پڑھنے، روزہ رکھنے اور حج کرنے کا نام نہیں، اللہ کی کامل عبدیت و بندگی کی تعلیم کا حکم دیتا ہے، جزوی اطاعت سے اللہ راضی نہیں ہوتا، یہ سب اعمال معاملات میں خرابی کے ہیں۔

ایک شخص ریڈی میڈ کپڑوں کا تاجر تھا، ایک چینی تاجر کے پاس گیا اور کہا کہ میں کچھ لیبل **Made in china** کے خریدنا چاہتا ہوں تاکہ ان کو میرے مال پر لگا کر تجارت کروں، اس نے کہا: میں کھانا کھا رہا ہوں، تم بھی آجاؤ کچھ کھالو، مسلمان نے پوچھا: یہ گوشت کس جانور کا ہے؟ چینی تاجر نے کہا: سانپ کا، تو مسلمان تاجر نے کہا: میں نہیں کھا سکتا۔

دیکھئے جو چیز جسم کو نقصان پہنچائے وہ کھانے کو تیار نہیں ہے، لیکن جو چیز سے اللہ کے قانون کی نافرمانی ہوتی ہے وہ دنیا کے فائدے کے لئے اختیار کرنا چاہتا ہے، آخر یہ

لوگ کلمہ پڑھ کر، روزے رکھ کر تقویٰ کب اختیار کریں گے؟ ان کے نزدیک دین صرف نماز اور روزے ہی کا نام ہے، یہ لوگ مسلمان ہوتے ہوئے فسق و فجور میں مبتلا ہو کر فاسق و فاجر بنے ہوئے ہیں، برسوں روزے رکھنے کے باوجود متقی نہیں بنتے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے روزے تم پر فرض اس لئے کئے ہیں تا کہ تم متقی بن جاؤ۔

قرض لے کر ڈبونے کی نیت رکھنے والے متقی نہیں بن سکتے

اکثر لوگ روزے تو پابندی سے رکھتے ہیں مگر قرضۂ حسنہ لے کر استطاعت رکھنے کے باوجود اپنی ساری ضرورتیں قرض واپس کئے بغیر عیش و عشرت والی زندگی گذارتے ہیں، اولاد کی شادی بیاہ بڑے آرزو ارمانوں کے ساتھ کرتے ہیں، عیش و عشرت کے ساتھ رہتے، مگر قرض ادا کرنے کی نیت اور فکر نہیں کرتے، جھوٹے بہانے کر کے قرض ڈبو دیتے ہیں۔

تاجر حضرات مال ادھار لیتے ہیں اور پھر دیوالیہ کے نام پر ڈبو دیتے ہیں، پھر نماز اور روزہ کی برابر پابندی کرتے ہیں، خاص طور پر قرض لینے والے بہت مشکل سے قرض واپس کرتے ہیں، کہاوت مشہور ہے کہ ''قرضِ حسنہ دینا' لینے گئے تو چپلیں گھسنا''، بہت سے لوگ قرض حسنہ لے کر کافی لمبی مدت کے بعد بھی استطاعت کے باوجود واپس نہیں کرتے، جب تک روپیہ کا ویلیو گر جاتا ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی میت پر قرض باقی ہوتا تھا تو نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا کرتے تھے۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میت پر اگر قرض باقی ہو تو اس کی روح زمین و آسمان کے بیچ اس وقت تک معلق رہتی ہے جب تک وہ قرض ادا نہ کر دیا جائے جو اس پر ہے۔ (مسند احمد، ترمذی)

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ شہید ہونے والے مرد مؤمن کے سارے گناہ بخش دئے جاتے ہیں، سوائے قرض کے۔ (مسلم)

آخرت میں قرض ڈبونے والے کو اپنی نماز، روزہ اور دوسری نیکیاں دینی پڑے گی، یہ سب لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں، حج اور عمرے کرتے ہیں، روزے پابندی سے رکھتے ہیں،

مسلمان تو کہلاتے ہیں لیکن متقی نہیں کہلا سکتے۔

درزی کپڑا چوری کرتے ہیں، میکانک جھوٹ بول کر زیادہ خرچ لیتے ہیں، تاجر سیمپل ایک بتلاتے ہیں اور دوسرا مال دیتے ہیں، مفتی محمد تقی عثمانی صاحب ایک مرتبہ سعودی عرب گئے، دُکانوں کی سیر میں کچھ کپڑا دیکھا جو لندن سے منگوایا گیا تھا، مفتی صاحب نے کہا: یہ کپڑا تو پاکستان میں بھی ملتا ہے، تو دکان دار نے کہا: ہم پاکستان سے نہیں منگواتے، وہ لوگ سیمپل ایک دکھاتے ہیں اور کپڑا دوسرا بھیجتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ میری امت کا مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ جس کے پاس درہم و دینار نہ ہوں، اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نیکیوں کے دفتر کے ساتھ آئے گا، مگر اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کو تہمت لگائی ہوگی، کسی کا ناحق مال کھایا ہوگا، کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا، کسی کا حق مارا ہوگا، چونکہ قیامت کا دن مکمل انصاف کا دن ہوگا، اس لئے جس جس کو اس شخص نے ستایا ظلم کیا ہوگا، سب کو اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی، اگر حقوق کا بدلہ پورا ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی، تو حقداروں کے گناہ اس پر ڈال دئے جائیں گے، پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم)

اس حدیث کی روشنی میں رشوت' دھوکہ دہی، حرام مال کھانے والا، جوڑے کی رقمیں لینا یا سامانِ جہیز لینا، ناجائز دعوتیں لینا، زمین، مکان، دکان پر ناجائز قابض رہنا، ناحق مار پیٹ کرنا، گالی دینا، غیبت کرنا، تہمت لگانا، ان تمام گناہوں پر اپنی قبولیت والی نماز، روزے، حج، زکوٰۃ اور دوسرے اعمال صالحہ کی نیکیاں جس پر ظلم ہوا ان کو دے دی جائیں گی، یہ بہت بڑا گھاٹا اور خسارہ ہے، ایسے لوگ روزے رکھ کر بھی تقویٰ اختیار نہیں کرتے، روزوں اور نماز کا اہتمام کرتے ہوئے پہلے حقوق العباد ادا کریں یا معاف کروالیں۔

☆☆☆☆☆

اخلاقیات کی مختصر تفصیل ذہن میں رکھئے

متقی انسان گھر والوں کے لئے رحمت بن کر رہتا ہے:

متقی انسان کی اخلاقیات میں تقویٰ نہ ہو تو وہ متقی نہیں کہلا سکتے، اعمال میں سب سے وزنی چیز ایمان کے بعد اخلاق حسنہ ہیں۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن مومن کی ترازو میں سب سے وزنی چیز عمدہ اخلاق ہوں گے۔ (ترمذی)

☆ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: ایمان والا بندہ اپنے عمدہ اخلاق سے ان لوگوں کا درجہ حاصل کر لیتا ہے جو رات کو نفل نمازیں پڑھتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔

عمدہ اخلاق ہی سے تقویٰ میں خوبصورتی اور اسلام نظر آتا ہے، اسی کی وجہ سے لوگ قریب آتے اور محبت کرتے ہیں، ورنہ نماز پڑھنے اور روزے رکھنے کے باوجود اگر کوئی بد اخلاق رہے گا تو لوگ اس شخص سے دور رہتے ہیں اور اُسے پسند نہیں کرتے، قرآن مجید میں اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے فرمایا ہم نے آپ کو نرم مزاج بنایا اس لئے لوگ آپ سے قریب رہتے ہیں (اگر آپ سخت مزاج ہوتے تو کوئی آپ کے قریب نہ آتا)۔

☆ اخلاقیات میں سب سے پہلے گھر والوں کے ساتھ نرمی، محبت اور حسن سلوک کا برتاؤ کیا جائے، اہل و عیال کو عمدہ ادب و اخلاق کی تلقین کریں، تاکہ متقی و پرہیزگار لوگوں کی اولاد بھی با اخلاق نظر آئے، لوگ ان کو دیکھ کر خوش ہوں۔

☆ بعض لوگ گھر کے باہر تو بڑے اخلاق اور شائستہ زبان کا دکھاوا کرتے ہیں، مگر گھر میں اہل و عیال کے ساتھ سخت مزاج درندے اور جاہل و بد اخلاق بنے رہتے ہیں، ان کے گھر میں داخل ہوتے ہی سب پر سنّاٹا طاری ہو جاتا ہے، بیوی کو جاہلانہ بے عزتی سے

پکارتے ہیں، یہ دینداری کی علامت نہیں۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے اچھا وہ انسان ہے جو اپنے اہل وعیال کے حق میں بہتر ہو، میں اپنے اہل وعیال کے حق میں تم سب سے بہتر ہوں۔ (ترمذی)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہو۔ (متقی انسان بیوی سے سلام کے ساتھ ہنستے چہرے سے ملتا ہے۔)

☆ متقی و پرہیزگار انسان لڑکیاں پیدا ہوں تو ان کو مصیبت نہیں بلکہ اللہ کی رحمت اور اپنی مغفرت کا ذریعہ سمجھتا ہے، ان سے محبت اور نرمی کا سلوک کرتا ہے، عزت دار طریقے سے پیش آتا ہے، لڑکیوں اور بیویوں کو رزق میں برکت کا ذریعہ سمجھتا ہے، جو لوگ لڑکی کے پیدا ہونے پر مصیبت اور ناراضگی کا مظاہرہ کرتے ہیں ان کا یہ عمل ناشکری والا ہوگا، اور بیوی سے ناراض ہونا اور لڑکیوں سے نفرت کرنا بداخلاقی اور ایمان کی کمزوری کی علامت ہے، اس لئے روزے رکھ کر مسلمان ہوتے ہوئے اللہ کے غضب کو دعوت مت دیجئے، اللہ کے شکر گذار بندے بنئے، اس لئے کہ بندوں اور بندیوں کی پرورش کرنے والے انسان نہیں اللہ تعالیٰ ہیں، روزہ شکر گذاری کا ایک بڑا ذریعہ ہے اور یہ شکر گذاری کلامِ الٰہی کے احکام پر عمل کرنے سے ادا ہوتی ہے۔

متقی انسان کسی کی غیبت نہیں کرتا

متقی انسان کی خاص صفت یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی کی غیبت زبان پر آنے ہی نہیں دیتا، اور روزوں میں اس سے بچنے کی خاص مشق کرتا ہے، اخلاقیات میں یہ سب سے خراب اخلاق ہے کہ لوگوں کے پیچھے غیبت کی جائے، اگر غیبت کی عادت روزے کی حالت میں بھی جاری رہے تو انسان اس کا عادی بنا رہتا ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے لئے روزہ ایک ڈھال ہے، اور یہ ڈھال جھوٹ اور غیبت سے پھٹ جاتی ہے۔ (نسائی)

☆ بیہقی کی حدیث کا مفہوم ہے کہ غیبت' زنا سے زیادہ سنگین گناہ ہے، اس کی وجہ یہ

ہے کہ آدمی زنا کر لیتا ہے تو توبہ سے اُسے معافی و مغفرت مل جاتی ہے، مگر غیبت کرنے والے کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک کہ وہ شخص جس کی غیبت کی گئی ہو اسے معاف نہ کرے۔ غیبت دراصل حقوق العباد کا گناہ ہے، اس لئے جب بھی لوگوں کی خرابیوں اور عیبوں کو دیکھیں تو زبان کو قابو میں رکھیں اور برداشت کی عادت ڈالیں۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چپ رہا وہ نجات پا گیا۔ (ترمذی، بیہقی)

☆ حدیث میں ہے کہ غیبت کرنے پر معافی نہ کروانا تو اپنی نیکیاں دوسروں کو دینی پڑیں گی۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے مرنے والے کی بھی غیبت بیان کرنے سے منع فرمایا۔ (ترمذی)

اس لئے حالت روزہ میں تقویٰ پیدا کرنے کی مشق کرنے کے لئے خاص طور پر نہ خود کسی کی غیبت کریں اور نہ کسی کو اپنے سامنے غیبت کرنے دیں نہ اس کے ساتھ غیبت سننے میں شریک ہوں، ایسا انسان اچھائی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کے لئے غیبت کرنے والوں کو فوراً روک دیتا ہے، یہ بھی متقی انسان کی علامت ہے، یہ بھی یاد رکھئے کہ اگر کوئی آپ کے سامنے کسی کی غیبت کرتا ہے تو وہ کسی دوسرے کے سامنے آپ کی بھی غیبت کر سکتا ہے، متقی انسان گھر کے تمام افراد پر نگاہ رکھ کر انہیں بھی غیبت سے روکتا رہتا ہے، اسلامی تعلیمات کے مطابق کسی کے سامنے اس کو اچھا کہنا اور مل جل کر رہنا، کھانا پینا اور پھر اس کے پیچھے اس کی برائی، مخالفت اور غیبت کرنا یہ منافقانہ صفت ہے، یہ غیبت بھی تقریباً اسی طرح کی حرکت ہے، منافق میں دو صفات کھلے طور پر ہوتی ہیں، وہ اخلاق سے محروم ہوتا ہے اور دین کی سمجھ نہیں رکھتا۔

متقی انسان حسب ذیل اخلاقِ رذیلہ سے دور رہتا ہے

اخلاقیات کی خرابیوں اور کانٹوں میں چغلی، جھوٹ، حسد و جلن، بغض و عداوت، کینہ و کپٹ، بخل، خودغرضی، احسان فراموشی، احسان جتانا اور ریاکاری جیسی بداخلاقیاں اور روحانی بیماریاں وغیرہ یہ سب شامل ہیں۔ ایمان والوں اور غیر ایمان والوں میں سب سے

بڑا فرق یہ ہوتا ہے کہ وہ بیان کردہ اخلاقِ رذیلہ سے دور رہتے ہیں، جب انسان قرآن و حدیث سے تربیت پاتا ہے تو تقویٰ اختیار کرنے اور خاص طور پر روزوں میں تقویٰ کی مشق کرنے کے لئے اپنے آپ کو ان کانٹوں اور بیماریوں سے بچاتا ہے، جو لوگ ان اخلاقی برائیوں میں مبتلا رہیں گے وہ متقی نہیں بن سکتے، متقی بننے کے لئے ان اخلاقی بیماریوں سے پاک رہنا ضروری ہے، ورنہ وہ فاسق و فاجر رہیں گے۔

متقی انسان جانتا ہے کہ چغلی، جھوٹ، کینہ اور بغض و عداوت سے انسانوں میں دشمنی، فساد، لڑائی جھگڑے اور نفرت کا ماحول پیدا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے انسانوں میں ایثار و قربانی، ہمدردی، غمگساری، محبت، تعاون اور رحم کی صفات پیدا نہیں ہوتیں، وہ جانتا ہے کہ اس کے آقا رسول ﷺ نے فرمایا: چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چغلی کرنے والا بدترین انسان ہوتا ہے۔ (بیہقی)

متقی انسان لوگوں سے حسد و جلن نہیں رکھتا

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں کو تعصب پر آمادہ کرے وہ ہماری جماعت میں سے نہیں۔ (ابوداؤد)

خاص طور پر رشتہ داروں کو ترقی، خوشحالی یا دولت، عہدہ و کرسی، قابلیت ملنے پر بعض لوگ حسد و جلن، حرص اور برائی میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اور ان کی ذلت و رسوائی، ناکامی و نااہلی اور مفلسی کے خواہشمند بنے رہتے ہیں، کسی کی ترقی، خوشحالی اور نعمت ملنے پر حسد و جلن میں مبتلا ہونا دراصل اللہ کی عطا اور دین پر ناراضگی کا اظہار کرنے والا عمل ہے، اللہ کے فیصلے پر ناخوشی کا اظہار ہے، ایسے انسانوں کو اللہ کی تقدیر پر ایمان نہیں رہتا۔

یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مسلمانوں کے پیغمبر بنائے جانے اور امیوں کو دین اسلام عطا کرنے پر اسی بیماری میں مبتلا ہوئے، حسد اور جلن کی وجہ سے حق کا انکار کیا، منافق بھی اسی بیماری کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ سے بغض و عداوت، کینہ کپٹ اور حسد و جلن میں مبتلا ہو گئے تھے، مسلمانوں کی ترقی اور کامیابی پر جلتے

اور حسد کرتے تھے، ہمیشہ ناکامی اور نقصان کے خواہشمند رہتے تھے۔

متقی و پرہیزگار انسان غریب ہی کیوں نہ ہو ان بیماریوں سے دور رہتا ہے، اور ایمان کامل و تقویٰ کی وجہ سے اسے تقدیر الٰہی کی دین' عطا اور فیصلہ تصور کرتا ہے، وہ کسی بھی انسان کو خوشحال یا ترقی کرتا ہوا دیکھ کر حسد و جلن کے بجائے مزید ترقی کی دعائیں دیتا ہے، کبھی اس کو دیکھ کر حرص میں مبتلا نہیں ہوتا، اور نہ جھوٹی شان بگھارنے کے لئے ان کی برابری کرنا چاہتا ہے، اور ہر انسان کو نعمتیں ملنے اور ترقی پر اللہ کی تقدیر کا فیصلہ اور عطا تصور کرتا ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کے دل میں حسد اور ایمان دونوں اکٹھے جمع نہیں ہو سکتے۔ (مسلم، ابوداؤد)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: حسد سے نیکیاں اسی طرح برباد ہو جاتی ہیں جس طرح آگ گھاس اور لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

متقی انسان کسی سے کینہ کپٹ نہیں رکھتا

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے تعلق سے جب وہ مجلس سے چلے جاتے تو ان کے جنتی ہونے کا مسلسل تذکرہ کیا، ایک دوسرے صحابیؓ ان کے عمل کو جاننے کے لئے تین دن تک ان کے ساتھ رہنے کی اجازت چاہی، انہوں نے اجازت دیدی، پھر تین دن بعد ان سے پوچھا: آخر آپ کا کونسا خاص عمل ہے جس پر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنتی کی بشارت دی، انہوں نے کہا کہ میں تو سب کی طرح نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ ادا کرتا ہوں، البتہ میرے اندر کسی کے تعلق سے بغض' عداوت' کینہ کپٹ نہیں ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میرے ساتھیوں میں سے کوئی کسی دوسرے کی بات مجھے نہ پہنچایا کرے، میں چاہتا ہوں کہ جب میں تم لوگوں میں آؤں تو میرا دل سب کی طرف سے صاف رہے۔ (ابوداؤد)

متقی انسان دوسروں کی مصیبت و تکلیف پر خوش نہیں ہوتا

بااخلاق متقی و پرہیزگار انسان کی یہ بھی صفت ہوتی ہے کہ وہ اپنے کسی بھائی کی

مصیبت اور تکلیف میں مبتلا ہونے پر خوش نہیں ہوتا، اس کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے، ہمت و دلاسہ دیتا ہے، یا ہو سکے تو اس کی غمگساری کر کے ایثار و قربانی سے مدد کرتا ہے، اس کی تکالیف کو دور کرنے کی اللہ سے دعائیں مانگتا ہے۔

☆ وہ جانتا ہے کہ اس کے آقا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی بھائی کی مصیبت پر خوشی مناؤ گے تو اللہ اس کو اس مصیبت سے نکال کر تم کو مبتلا کر دے گا۔ (ترمذی)

یہ خبیث عادت متقی انسان میں نہیں ہوتی، وہ مسلم و غیر مسلم کا غمخوار ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادوں کا انتقال ہوا تو مشرکین خوش ہو کر لوگوں میں خبر پھیلاتے پھرے۔

متقی انسان' کافروں اور فاسقوں کی خوشحالی پر رشک نہیں کرتا

متقی انسان جس حال میں بھی ہو شکر اور صبر کی زندگی گذارتا ہے، اور اپنے اطراف کافروں، فاسقوں اور فاجروں کی دنیوی خوشحالی اور مال و دولت پر اپنے اندر آرزو اور رشک پیدا نہیں کرتا اور نہ ان کے مال و دولت پر رال ٹپکاتا ہے، وہ جانتا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ فاسق و فاجر کو دنیا کی خوشحالی ملنا اسلام سے دوری اور آخرت میں عذاب کے زیادہ ہونے کی علامت ہے، اور حالت تقویٰ و پرہیزگاری میں اللہ کی اطاعت و بندگی کی وجہ سے نعمتیں ملنا اللہ کا انعام و عطیہ ہے، فاسق و فاجر' نعمتیں اور مال و دولت ملنے پر ناشکرا بن کر اسلام سے دور ہوتا چلا جاتا ہے اور متقی انسان شکر گذار بن کر اللہ کا مزید متقی و فرمانبردار بن جاتا ہے۔

اللہ نے قرآن مجید میں قارون اور اس کے خزانوں کی مثال دے کر سمجھایا کہ جو دیندار لوگ اس کے مال و دولت پر رال ٹپکاتے تھے انہوں نے اس کے انجام کو دیکھ کر توبہ کی، دیندار اور متقی انسان اچھی طرح جانتا ہے کہ تقویٰ کے ساتھ مال و دولت اور خوشحالی کا آنا نعمت ہے، اور گناہوں اور نافرمانی والی زندگی کے ساتھ مال اور خوشحالی کا آنا اللہ کا عذاب ہے، جس طرح ایک انسان ڈوبنے سے پہلے خوب پانی پی کر ڈوبتا ہے۔

متقی انسان غصہ پر قابو پانے اور صبر کی صلاحیت رکھتا ہے

متقی انسان حالتِ روزہ میں لوگوں کے اُسے اذیت وتکلیف پہنچانے پر اپنے غصہ پر کنٹرول کرتا ہے اور غصہ نہیں ہوتا؛ بلکہ قوتِ برداشت کی مشق کرتا ہے، اس سے اس میں مصیبت وتکلیف پر صبر جمیل پیدا ہوتا ہے، اور لوگوں کی زیادتیوں پر غصہ آجائے تو رسول ﷺ کی تاکید پر بیٹھ جاتا ہے یا لیٹ جاتا ہے یا وضو کرلیتا ہے، وہ جانتا ہے کہ اس کے آقا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غصہ شیطان سے ہے اور شیطان آگ سے ہے۔ (ابوداؤد)

اس لئے متقی انسان غصہ میں اپنے آپ کو شیطان کے حوالے نہیں کرتا، اکثر لوگ غصہ آنے پر حالت روزہ میں چیختے چلاتے، کپڑے پھاڑ لیتے، یا سامان توڑ پھوڑ دیتے ہیں یا گالی گلوج کرتے ہیں یا مار پیٹ اور قتل تک کر دیتے ہیں، مگر متقی انسان اللہ کی صفت صبور اور عفو و درگذر کی نقل کرتا ہے اور لوگوں سے بغض و عداوت' کینہ و کپٹ جیسی روحانی اور اخلاقی بیماریوں سے دور رہتا ہے، بعض لوگوں کو نارمل حالت میں غصہ نہیں آتا، مگر روزے میں بی پی تیز رہتا ہے، غصہ جلدی آتا ہے، یہ جہالت کی بات ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر حالت روزہ میں تم سے کوئی لڑائی جھگڑا کرے تو اُسے کہہ دو کہ میں روزہ سے ہوں۔

متقی انسان کبھی کسی کو ناحق نہ مارتا ہے اور نہ قتل کرنے کی ہمت کرتا ہے، وہ جانتا ہے کہ ناحق قتل کرنے سے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا پڑے گا۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آسمان و زمین کے رہنے والے سب کے سب مل کر ایک مسلمان کے ناحق قتل پر متفق ہوجائیں تو اللہ ضرور ان سب کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ (مسند احمد)

مگر اکثر لوگ حج کرتے وقت یا روزوں کی حالت میں بھی لڑتے جھگڑتے ہیں، نفس کو قابو میں نہیں رکھتے، آخر ایسے لوگ تقویٰ و پرہیزگاری کب سیکھیں گے۔

☆ سورۂ عصر میں اللہ نے ایمان والوں کی یہ صفت بتلائی کہ وہ صبر کرنے والے ہوتے

ہیں، روزوں کے ذریعہ صبر کی مشق کروائی جاتی ہے۔

نیکیوں پر صبر، گناہوں سے دور رہنے پر صبر اور تکالیف پر صبر کی مشق رمضان میں کرائی جاتی ہے، متقی انسان اپنے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد رکھتا ہے کہ......

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: جو انسان نرمی کی صفت سے محروم رہا وہ سارے خیر سے محروم کر دیا جائے گا۔......اسی سے صبر کی صفت پیدا ہوتی ہے۔

متقی انسان اللہ کی صفت عفوو درگذر کی نقل کرتا ہے

متقی انسان کی نظر اپنے آقا حضرت محمد ﷺ پر ہوتی ہے، وہ سیرت النبیؐ کے مختلف واقعات کے ذریعہ جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر قسم کی بدتمیزی اور ظلم و زیادتی پر عفوو درگذر سے کام لیا، ابوجہل کے بیٹے حضرت عکرمہؓ بن ابوجہل کو معاف فرمایا، اپنے چچا کے قاتل وحشیؓ کو معاف کیا، جاہلانہ انداز میں قرض کا مطالبہ کرنے والوں کو اضافہ دیا، اس گنوار دیہاتی انسان جس نے آپ ﷺ کے گلے میں چادر ڈال کر زور سے کھینچا جس سے گلے پر نشان پڑ گئے تھے' اس کو نہ صرف معاف کیا بلکہ اس کی مدد بھی کی۔

متقی انسان یہ جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والوں کو یہ تعلیم دی کہ تم دوسروں کی دیکھا دیکھی عمل کرنے والے نہ بنو اور کہنے لگو کہ اگر لوگ ہمارے ساتھ احسان کریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ احسان کریں گے، اور اگر دوسرے لوگ ہم پر ظلم کریں گے تو ہم بھی ویسا ہی رویہ اختیار کریں گے، بلکہ اپنے دلوں کو قابو میں کرو کہ اگر دوسرے لوگ احسان کریں تب بھی تم احسان کرو اگر دوسرے لوگ بُرا سلوک کریں تب بھی تم ظلم اور برائی کا رویہ اختیار نہ کرو (بلکہ احسان ہی کرو)۔ (ترمذی)

☆ ایک اور روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو مجھ سے کٹے میں اس سے جڑوں، جو مجھے محروم کرے میں اُسے دوں، جو مجھ پر ظلم

کرے میں اس کو معاف کردوں۔

اس لئے ہم اپنے اندر یہ صفات پیدا کریں اور متقی و پرہیزگار بنیں۔

متقی انسان احسان فراموش نہیں ہوتا اور نہ احسان جتاتا ہے

متقی پرہیزگار انسان کو جب کوئی کسی قسم کی بھی مدد کرے تو اس کا ہمیشہ احسان مند رہتا ہے، مدد ملنے کے بعد خودغرض نہیں بن جاتا' انجان نہیں ہوجاتا، اگر ایسا کرے تو وہ بداخلاق اور احسان فراموش ہوگا۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسن کے ساتھ احسان کو ماننے، بدلہ ادا کرنے یا پھر اس کی تعریف یعنی شکرادا کرنے کی تاکید کی ہے۔(ترمذی)

☆ رسول اللہ ﷺ کفار و مشرکوں کے احسان کو بھی کبھی نہیں بھولتے تھے،ان کے احسان کا تذکرہ کرتے تھے،اور بدلہ ادا کرنا چاہتے تھے،یہ فطرت انسانی بھی ہے۔

اسی طرح متقی انسان اگر کسی کے ساتھ احسان کرے تو اپنے اس احسان کی تشہیر نہیں کرتا اور نہ غرور و تکبر کرتا ہے، اور جس پر احسان کیا ہے اس کو حقیر نہیں سمجھتا، اس کو احسان یاد دلا کر احسان نہیں جتلاتا اور نہ اس کا طعنہ دیتا ہے، بلکہ اس احسان کرنے کو اللہ کی توفیق اور اللہ کی طرف سے نیکی کا موقع عطا ہونے کا تصور رکھتا ہے، نہ اپنے احسان کا دوسروں کے سامنے ذکر کرتا ہے اور نہ جس پر احسان کیا ہے اسے احسان یاد دلا کر شرمندہ اور بے عزت کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو خاص طور پر احسان جتانے سے منع فرمایا ہے، ورنہ نیکیاں ضائع ہوجانے کا خوف دلایا ہے۔

☆ متقی انسان اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو جانتا ہے کہ ''احسان جتانے والا جنت میں نہیں جاسکتا۔(ترمذی)

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: دھوکہ باز، بخیل اور احسان جتانے والا جنت میں نہ جاسکے گا۔(ترمذی)

اس لئے انسان کو تقویٰ و پرہیزگاری کی صفت پیدا کرنے کے لئے احسان

فراموشی اور احسان جتانے جیسے برے اعمال سے دور رہنا ہوگا تب ہی تقویٰ پیدا ہوسکتا ہے، صرف رمضان میں روزے رکھنے، نماز کی صرف جمعہ اور رمضان کی پابندی کرلینے سے متقی نہیں بن جاتے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مدد کرنے پر حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو گھر بلا کر احسان کا بدلہ ادا کیا، انصار صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کے ذریعہ عہد کرکے اس کو پورا کیا اور آپ کا ساتھ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے بھی فتح مکہ کے بعد ان کا احسان ادا کرنے کے لئے مدینہ واپس چلے گئے اور تاحیات وہیں قیام فرمایا۔

متقی انسان امیر و غریب کی نسبت سے انسان کی عزت نہیں کرتا

متقی دیندار انسان اپنے آقا نبی کریم ﷺ کی سیرت پر پوری نظر رکھ کر اللہ کی خاطر مساواتِ انسانی کا ہر انسان کے ساتھ سلوک کرتا ہے، وہ کبھی بھی غریب و مفلس اور دولتمند‘ عہدہ اور کرسی والوں کی نسبت سے فرق کرکے ان کے مراتب کے لحاظ سے عزت کا برتاؤ نہیں کرتا، وہ جانتا ہے کہ اس کے آقا رسول اللہ ﷺ کے قریب زیادہ تر غریب‘ غلام‘ نوکر اور مفلس و نادار لوگ رہتے تھے، اور آقا ﷺ نے ان کو ایمان قبول کرنے کے بعد سرداروں سے بھی زیادہ عزت و محبت عطا فرمائی تھی، اسی طرح متقی انسان دیندار اور غریب نادار لوگوں سے محبت کرتا ان کو برابری کا درجہ دیتا اور اپنی محفلوں میں ساتھ لے کر بیٹھتا ہے، اس کے نزدیک دولت مند یا عہدہ و کرسی والے کی نسبت سے برتاؤ نہیں ہوتا۔

وہ کبھی کسی فقیر اور نادار انسان کی بے عزتی نہیں کرتا، نہ کسی فقیر کو جھڑکتا ہے، اور نہ حقیر و کمتر سمجھتا ہے، اگر کچھ خیر خیرات یا مدد نہ کرنا ہو تو نرمی اور عاجزی اور محبت کے ساتھ اس سے معذرت چاہتا ہے۔

جو لوگ غریب‘ نادار اور مفلس انسانوں کو حقیر سمجھتے، جھڑکتے اور بے عزتی سے پیش آتے ہیں، مساوات انسانی کا سلوک نہیں کرتے، اپنے ساتھ یا ان کے قریب بیٹھنا نہیں چاہتے، اپنے دسترخوان پر کھانے کی اجازت نہیں دیتے اور ان کی مدد کرکے طعنہ دیتے وہ

اسلامی اخلاقیات سے محروم ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کو بداخلاق کہا جائے گا، اللہ تعالیٰ روزے رکھوا کر غریبوں کی بھوک' پیاس اور مصیبتوں کا احساس دلانے کی مشق کرواتا ہے، تاکہ ایمان والے متقی بن جائیں، اگر روزے رکھ کر غریب و نادار لوگوں کی تکلیف اور عزت کا خیال نہ کریں گے تو پھر تقویٰ کب اور کہاں سیکھیں گے،کس مہینے میں مشق کریں گے، انسانیت سے محبت کرنا کہاں سیکھیں گے۔

متقی انسان کبھی غرور و تکبر کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوتا

متقی دیندار انسان کو علم ملے، عہدہ و کرسی اقتدار ملے، دولت ملے، قابل اولاد ملے، حسن وخوبصورتی ملے یا تقویٰ پرہیزگاری ملے، یا شہرت ملے تو وہ کبھی بھی غرور و تکبر گھمنڈ میں مبتلا نہیں ہوتا، یہ سب کچھ ملنے کے باوجود عاجزی وانکساری کے ساتھ اپنے اندر تکبر پیدا نہ ہونے کے لئے لوگوں کو سلام میں پہل کرتا ہے، اکڑنے کے بجائے سر جھکا کر چلتا ہے۔

دوسروں کے سلام کا انتظار نہیں کرتا اور کبھی مجلس میں اپنا امتیاز ظاہر نہیں کرتا، غریب عام انسانوں کے ساتھ بیٹھنا بے عزتی تصور نہیں کرتا، پیغمبروں کی دعوت کے وقت سردار قسم کے لوگ غریب و نادار لوگوں کے ساتھ بیٹھنا بے عزتی سمجھتے تھے، ان کو حقیر اور ذلیل تصور کرتے تھے، متقی انسان جانتا ہے کہ تکبر اللہ کی چادر ہے، جو کوئی تکبر کرتا ہے اللہ اُسے ذلیل ورسواء کرتا ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا۔ (بخاری ومسلم)..... آخرت میں غرور و تکبر کرنے والوں کو ذلیل کیا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح ہونے اور اقتدار حاصل ہونے اور دشمنوں پر مکمل قابو پانے کے باوجود غرور و تکبر والا انداز اختیار نہیں کیا، حضور ﷺ نے سردارِ انبیاء ہونے پر کبھی غرور و تکبر نہیں کیا، حضرت سلیمانؑ نے عظیم الشان حکومت ملنے پر غرور و تکبر نہیں کیا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو خلیفہ بنانے کے باوجود روتے رہے کہ اللہ کے پاس جواب دینے پکڑ سے ڈرتے رہے۔

متقی انسان ریا کاری والے اعمال نہیں کرتا

متقی انسان ہر کام رسول اللہ ﷺ کی محبت و اتباع میں اللہ کے احکام کی پابندی اللہ کی خوشنودی کے لئے کرتا ہے وہ جانتا ہے کہ ریا کاری بھی شرک ہے اور اس سے اعمالِ صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں، وہ انسانوں سے تعریف اور دینداری کو ظاہر کرنے کے لئے نام و نمود حاصل کرنے کے لئے اعمال اختیار نہیں کرتا، روزے بھی خالص اللہ کی محبت اور اطاعت میں رکھتا ہے، اس کا اظہار چرچہ کسی سے نہیں کرتا، اسی اخلاص کی مشق کی وجہ سے وہ اکیلے میں بھی بھوک و پیاس اللہ کے لئے برداشت کر کے ریا کاری سے بچتا ہے، او راللہ کی عبادت و اطاعت میں نام و نمود سے دور رہتا ہے۔

متقی انسان اپنی عبادتوں کا اظہار اور تشہیر نہیں کرتا

متقی انسان بے شعور نہیں ہوتا، بے شعور بن کر کبھی بھی اپنی دینداری' تقویٰ و پرہیزگاری اور عبادت، ذکر و تسبیحات، خیر خیرات، زکوٰۃ و حج کی تشہیر کسی کے سامنے نہیں کرتا اور نہ ان عبادات کے تذکرے اپنی گفتگو میں نکال کر شیخی نہیں بگارتا، وہ اپنے کو دیندار، نیک متقی تصور کر کے دوسرے کو گنہگار، بے دین کافر و مشرک نہیں کہتا۔

☆ متقی جانتا ہے کہ اس کے آقا حضرت محمد ﷺ نے کسی انسان کو کافر کہنے سے منع کیا ہے اور فرمایا کہ اگر وہ کافر نہ ہوگا تو یہ کلمہ اس کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے اور وہ کافر ہو جاتا ہے۔

متقی انسان جس انسان کو دین سے دور اور غافل دیکھتا ہے اس پر داعی کی حیثیت سے محنت کرتا، سدھارنے کی فکر رکھتا ہے، اور دوسرے انسانوں کی غفلت و دین سے دوری پر فکر مند رہ کر اپنی غفلت و کوتاہی تصور کرتا ہے، اس کے نیک بننے کے لئے دعائیں کرتا ہے۔

دیندار متقی انسان کبھی جھوٹ نہیں بولتا

دیندار متقی انسان جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹ بولنا منافق کی علامت ہے، اور یہ بھی جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ بولنے سے رحمت کا فرشتہ اس سے ایک میل دور چلا جاتا ہے، اس کا جھوٹ سے بچنے کی احتیاط کا یہ

عالم ہوتا ہے کہ وہ کبھی گھر میں رہ کر باہر رہنے کا تذکرہ نہیں کرتا، فون آنے پر جان بوجھ کر انجان بن کر معلوم نہ ہونے کا ذکر نہیں کہتا، البتہ ملاقات نہ کرنی ہو تو سچ بولنے کے لئے اپنی مصروفیات بتلا کر ملاقات نہیں کرتا، وہ پہلے تو کسی سے وعدہ نہیں کرتا اور وعدہ کو قرض جانتا ہے، وعدہ پورا نہ کرنا بھی جھوٹ میں شمار ہونے کا احساس رکھتا ہے، وہ اپنی اولاد سے بھی کوئی وعدہ بغیر سوچے سمجھے ٹالنے یا کام نکالنے کے لئے نہیں کرتا، اس کو یہ بات معلوم رہتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ایک خاتون اپنے بچے کو کچھ دینے کا وعدہ کر کے بلایا، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اسے وہ چیز نہ دوگی تو یہ بات جھوٹ میں لکھی جائے گی، وہ جانتا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ نے فرمایا: لعنة اللّٰه على الكاذبين. جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے، یہ آیت جاننے کے باوجود اگر کوئی جان بوجھ کر جھوٹ بولے تو وہ اپنے اوپر لعنت بھیج رہا ہے، اس لئے تقویٰ پیدا کرنے کے لئے روزے میں چھوٹی سے چھوٹی باتوں میں بھی جھوٹ سے بچنے کی مشق و احتیاط کرنا ہوگا، تب ہی سچ بولنے کی عادت پڑے گی۔

بہت سے مسلمان نماز، روزہ اور دوسرے اعمال کے پابند ہوتے ہیں، مگر بہت سے کاموں میں جھوٹ ہونے کا احساس ہی نہیں رکھتے، ایک وقت پر آنے کا وعدہ کرتے، دیر سے آتے، فلاں مہینے قرض ادا کرنے یا مکان کا کرایہ ادا کرنے کا وعدہ کرتے اس وقت ادا نہیں کرتے، تاجر گاہک کو مال فلاں وقت دینے کا وعدہ کرتے نہیں دیتے، بہت سے وعظ اور تقاریر کرنے والے ایک وقت کا وعدہ کرنے کے لئے عوام کو انتظار کروا کر دیر سے آتے ہیں وقت پر نہیں آتے، نکاح کے دعوت ناموں پر ایک وقت لکھتے کافی دیر سے آتے ہیں، ولیمہ میں لوگوں کو ایک وقت پر بلاتے ہیں، دیر تک بٹھا کر کھانا کھلاتے ہیں، یہ سب حرکتیں بے دین و بے شعور وعدہ خلافی کرنے والوں کی ہے جو جھوٹ میں ہی شمار ہوگی، دوسروں کو ایک وقت بلانا اور کھانے کا انتظار میں بٹھانا، ان کے وقت کو برباد کرنا وقت کی قدر نہ کرنا لوگوں کو اس طرح تکلیف دینا گناہ ہے۔

حدیث میں ہے کہ روزہ ڈھال ہے جھوٹ اور غیبت سے بچنے کا، اگر روزے میں یہ

مشق نہ کی گئی تو پھر متقی کیسے بنیں گے، اللہ تعالیٰ ہم پر روزے فرض اس لئے کیا کہ ہم متقی بن جائیں گے، یہ سب دنیا کے کانٹے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کیا مسلمان جھوٹا ہوسکتا ہے، آپؐ نے فرمایا: نہیں! (بیہقی، شعب الایمان)

یعنی ایمان کے ساتھ جان بوجھ کر جھوٹ کی عادت جمع نہیں ہوسکتی، اور ایمان جھوٹ کو برداشت نہیں کرسکتا، جھوٹ اور ایمان ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے۔

متقی انسان سنی سنائی افواہوں پر بغیر ثبوت کے کسی پر تہمت نہیں لگاتا

متقی انسان سنی سنائی باتوں پر مثلاً چوری اور قتل کے واقعات پر زنا، عشق و عاشقی کے قصوں پر کسی عورت کی عصمت پر یا ناجائز تعلقات وغیرہ کی افواہوں پر بغیر تحقیق کے کسی کو مجرم کہہ کر الزام نہیں لگاتا، نہ ان افواہوں کو دوسروں کے سامنے ثبوت کی طرح یا گمان کی طرح بھی بیان نہیں کرتا، احتیاط کرتا ہے۔

سورۂ نور میں حضرت عائشہ صدیقہؓ پر منافقوں نے زنا کا جھوٹا الزام لگا کر بدنام کرنے کی کوشش کی اور لوگوں میں یہ جھوٹی افواہ پھیلا دی، اس میں بعض صحابہؓ بغیر تحقیق اور ثبوت کے اس جھوٹے الزام پر یقین کر کے پھیلانے میں شریک ہوگئے، بعد میں اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی براءت کو ظاہر فرمادیا اور مسلمانوں کو اس طرح بغیر تحقیق کے کسی پر تہمت لگانے اور زبان سے ایسی گفتگو سے بھی سختی سے ڈانٹا اور منع کردیا۔

سورۃ النساء آیت: ۱۰۵۔۱۰۶ میں انصارِ مدینہ' بنوابیرق خاندان کے ایک فرد بشیر جو منافق تھا، جس نے چوری کر کے جب چوری کا ثبوت ملنے کے آثار پیدا ہوگئے تو اس چوری کا جھوٹا الزام ایک بے قصور یہودی پر لگادیا اور خاندان کے لوگ جو نئے نئے مسلمان بنے تھے، اپنے خاندان کی بے عزتی سے بچنے اور اپنے آدمی کی طرف داری میں اور اس کو مجرم ثابت نہ ہونے دینے کے منصوبے سے اس جھوٹے الزام پر یہودی کو ہی مجرم بتلا کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے گواہی دی، اس پر اللہ تعالیٰ نے انصار کی اس جماعت کو اس واقعہ پر جھوٹ

کا ساتھ دینے اور بے قصور انسان کو ملزم ثابت کرنے کی وکالت پر ایمان تقویٰ اور پرہیزگاری کے خلاف بتلایا اور آخرت میں سخت پکڑ کا احساس دلایا، اور اس طرح جھوٹ کا ساتھ دینے سے ڈانٹا توبہ کرنے کو کہا۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بغیر تحقیق کے بات کو پھیلانا بھی جھوٹ ہوگا۔ (مسلم)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے لئے یہی جھوٹ کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اُسے بیان کرتا پھرے۔ (مسلم)

متقی سمجھ دار انسان اس قسم کی باتوں میں نہ دلچسپی لیتا نہ سنتا اور نہ ان پر بغیر ثبوت کے یقین کرتا ہے، ان افواہوں پر یقین نہ کر کے خاموش رہتا ہے۔

متقی انسان مہمان کو اللہ کی رحمت تصور کرتا ہے

اللہ تعالیٰ ایمان والوں میں اخلاق حسنہ پیدا کرنے اور آپس میں محبت بڑھانے کے لئے ایک دوسرے کی خاطر تواضع کا طریقہ بھی سکھایا ہے تاکہ متقی انسان سے لوگ محبت کرنے کے لئے قریب رہنے والے بنیں، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں فرشتوں کے اولاد کی خوشخبری دینے کے واقعہ میں خاص طور پر مہمانوں کے لئے بچھڑا ذبح کر کے ضیافت کرنے کے طریقے کو سمجھا کر گویا ایمان والے بندوں کو مہمان نوازی کی تعلیم دی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت شعیبؑ نے نئے انسان کو بلا کر خاطر تواضع کا ذکر کیا گیا۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اُسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور ہمسایہ کے ساتھ نیک سلوک کرے اور اچھی بات کہے یا چپ رہے۔ (بخاری، مسلم)

اللہ نے رسول ﷺ کے ذریعہ روزے دار چاہے امیر ہو یا غریب خاطر تواضع پر ثواب عطا کرنے کی تعلیم دی ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگ دوسرے روزے داروں کو ثواب کے لئے خاطر تواضع کرتے ہیں، متقی انسان یہ عمل زندگی بھر ہر انسان کے ساتھ کرتا رہتا ہے۔

متقی انسان ہر ایک کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتا ہے

متقی انسان قطعی بداخلاق اور بے مروت نہیں ہوتا، وہ بڑے بزرگوں سے محبت و تعظیم سے ملتا اور انہیں عزت دیتا ہے، اور چھوٹوں سے پیار و محبت سے پیش آتا ہے، ان کو عمدہ ادب سکھاتا ہے، بڑوں کی خدمت کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہے۔

☆ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی کہ جو چھوٹوں سے محبت نہ کرے اور بڑوں کی عزت و تعظیم نہ کریں، وہ ہم میں سے نہیں۔ (ترمذی)

حضرت اسامہ بن زیدؓ جو غلام حضرت زید بن حارثہؓ کے بیٹے تھے، جب چھوٹے تھے تو رسول اللہ ﷺ ایک مانڈی پر حضرت حسنؓ کو اور ایک پر حضرت اسامہؓ کو بٹھاتے، ان کی ناک صاف کرتے، منہ دھلاتے، کنگھی کرتے تھے، آپؐ بچوں سے بے حد محبت کرتے اور ان کے لئے سواری بن جاتے، اس لئے متقی انسان بھی رسول اللہ ﷺ کی نقل کرے۔

متقی پرہیزگار عورت اپنے شوہر کی فرمانبردار ہوتی ہے

دیندار عورت اللہ کی رضاء کے لئے اپنے شوہر کی وفادار اور فرمانبردار ہوتی ہے اور شوہر کو قوام اور گھر کا سردار مانتی ہے، کبھی غصہ آجائے تو پلٹ کر جواب دینا بے ادبی سمجھتی ہے، آدھی رات کو شوہر کی خدمت کے لئے تیار رہتی ہے اور روزے میں اپنی نیند قربان کر کے سحری کا انتظام کرتی ہے، شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہیں جاتی، شوہر کے لئے بناؤ سنگھار کرتی، کبھی شوہر کے پیچھے شوہر کی شکایت کر کے ناشکری نہیں بنتی، شوہر کا نام لے کر نہیں پکارتی، نہ تذکرہ کرتی ہے اور نہ دیندار شوہر اپنی بیوی کا نام دوستوں کے سامنے لے کر تذکرہ کرتا ہے، دیندار عورت تقویٰ کی وجہ سے سسرال کے لوگوں اور میکے والوں کی برابر برابر عزت واحترام کرتی ہے، محبت دیتی ہے، شوہر کے غیاب میں اپنی اولاد کی تربیت اور شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہے، اور پھر وقت پر اللہ کا حق ادا کرنے نماز ادا کرتی ہے۔

☆ پردہ دار متقی و پرہیزگار عورتیں جانتی ہیں کہ اللہ نے ان کی آواز کا بھی پردہ بنایا ہے، لہٰذا وہ پردہ میں رہ کر تقویٰ کی وجہ سے زور زور سے باتیں کر کے بے دینی کا ثبوت نہیں

دیتیں، اور نہ زور زور سے گھر میں ہنستی ہیں، یا غصہ میں شوہر سے یا گھر والوں سے چیخ چلّا کر باتیں نہیں کرتیں، اور باہر کے معاملات میں شوہر کے سامنے خود پردے میں رہ کر اپنے دماغ سے معاملات حل نہیں کرتیں، دیندار عورت پردے میں رہ کر مشورہ دیتی ہے، عقل بتلاتی ہے، گھر سے باہر بجنے والا زیور پہن کر یا برقہ پر سجاوٹ کر کے مردوں کو متاثر نہیں کرتیں اور نہ خوشبو لگا کر سڑک پر جاتی ہیں۔

دیندار اور متقی لوگ رشتہ داریوں میں قطع تعلق نہیں کرتے

دیندار انسان رشتہ داریوں میں مختلف اختلافات یا مسلکی اختلافات یا ذرا ذرا سی باتوں پر قطع تعلق نہیں کرتے بلکہ عفو و درگذر سے کام لے کر اپنے اخلاق اور دعوت و تبلیغ سے ان کو سمجھاتے، دیوانے اور پاگل انسانوں کے ساتھ پاگل اور دیوانے نہیں بنتے، آپسی اختلافات کو زیادہ سنجیدگی سے قبول نہیں کرتے، اور گھر میں اہل وعیال کے ساتھ اپنے رشتہ داروں کی غیبت نہیں کرتے اور نہ اپنی اولاد کو رشتہ داروں سے دور کرتے ہیں، جہاں تک ہو سکے تو تعلقات کو منقطع ہونے نہیں دیتے، تحفہ یا ہدیہ دے کر ان کو قریب کرتے ہیں، آپس میں تحفہ دینے خاطر تواضع کرنے ہدیہ دینے اور مدد کرنے سے دشمنیاں دور ہو جاتی ہیں، متقی انسان ان حربوں سے واقف رہتا ہے۔

متقی انسان کبھی کسی کی بے عزتی والی نقل اور بُرا مذاق نہیں کرتا

دیندار اور سمجھ دار انسان کبھی نہ کسی کی غیبت کرتا ہے، نہ کسی انسان کی نقل اتارتا ہے اور نہ بُرے ناموں سے کسی کو یاد کرتا ہے اور نہ پکارتا ہے، اور کسی سے ایسا مذاق بھی نہیں کرتا جس سے اس کی بے عزتی اور دل شکنی ہو، وہ مذاق میں کسی کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بھی نہیں بولتا، یعنی جھوٹی باتیں کر کے مذاق نہیں کرتا۔

حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں ایک بوڑھی عورت آئی، آپ نے اس کے سامنے کہا کہ بوڑھے جنت میں نہیں جائیں گے، وہ یہ سن کر رونے لگی، آپ ؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر ایمان والے کو چاہے وہ بوڑھا ہو یا بچہ انہیں جوان بنا کر جنت میں داخل کریں گے۔

دیندار لوگ ہوٹلوں اور راستوں پر بیٹھ کر وقت برباد نہیں کرتے، نہ بیکار گفتگو کرتے ہیں؛ بلکہ مجبوری کی شکل میں بیٹھیں تو راستے کا حق ادا کرتے ہیں۔

متقی انسان بغیر بلائے کسی دعوت میں شریک نہیں ہوتا

دیندار لوگ بغیر دعوتِ طعام کے کسی کی دعوت میں نہیں جاتے، وہ جانتے ہیں کہ ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بغیر دعوت کے کسی دعوت میں گیا تو چور بن کر داخل ہوا اور لٹیرا بن کر نکلا۔ یہ عادت متقی لوگوں میں نہیں ہوتی، اس سے ان کی عزت نہیں کی جاتی، متقی انسان دعوت دے کر نام و نمود نہیں چاہتا۔

متقی انسان کی نظر اللہ کی ہدایات پر ہوتی ہے، اور وہ اللہ کے حکم کی سختی سے پابندی کرتا ہے، مگر آج کل دیندار لوگ بھی دوستوں کے ساتھ بغیر دعوت کے شریک ہوجاتے ہیں، یا بغیر اجازت اپنے ساتھ دوست' ڈرائیور یا نوکر کو بھی دعوت میں لے جاتے ہیں۔

متقی لوگ اپنے محلے والوں کو تکلیف نہیں پہنچاتے

☆ اکثر جاہل اور بے دین لوگ محلوں میں چاروں طرف لاؤڈ اسپیکرس لگا کر گیارہویں' بارہویں اور عرسوں وغیرہ کے وقت نعتیں اور قوالیاں بڑی آواز سے لگا کر محلے کے لوگوں کے لئے تکلیف کا ذریعہ بن جاتے ہیں، لوگوں کو تکلیف دینا کبیرہ گناہ ہے، یا شادی ولیمہ کی تقاریب میں باجے بجا کر یا گانے لگا کر لوگوں کی نیند حرام کردیتے ہیں، جبکہ محلے میں بیمار دل کے مریض بھی ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کا معاشرہ اسلامی معاشرہ نہیں کہلاتا، متقی لوگ اپنے پڑوس کا خیال رکھتے ہیں اور انسان کو اپنے عمل سے تکلیف نہیں دیتے۔

دیندار لوگ نامحرم عورتوں سے پردہ اختیار کرتے ہیں

☆ دیندار متقی انسان غیر محرم سے نگاہیں نیچی رکھ کر بات کرتے ہیں، انہیں آنکھ میں آنکھ ملا کر نہیں گھورتے، قرآن نے مؤمن مردوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کی تعلیم دی ہے، غیر عورتوں سے کوئی چیز پردے کی آڑ سے مانگنے کی تعلیم دی ہے، محلے کی نامحرم عورتیں یا غیر مسلم عورتیں گھر آئیں تو متقی انسان ان کے ساتھ بیٹھ کر ہنسی مذاق نہیں کرتے، نہ بات

کرتے وقت نگاہ ان کی طرف رکھتے، عورتوں کو عورتوں میں بھیج دیتے ہیں، ان پر نگاہ اٹھ جائے تو فوراً اللہ کا حکم جان کر نظریں پھیر لیتے ہیں، شادی بیاہ کے مسائل عورتوں سے بات کر کے حل نہیں کرتے۔

☆ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو ابھی نوجوانی کی عمر میں پہنچ رہے تھے، حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ٹھہرے ہوئے تھے، ایک عورت حج کا مسئلہ پوچھنے کے لئے حضور ﷺ کے پاس آئی، حضرت ابن عباسؓ اس کی طرف آنکھ باندھ کر دیکھنے لگے، رسول ﷺ نے ان کے سر کو پکڑ کر پلٹا دیا۔

دیندار مرد اور عورتیں اللہ کی تاکید سورۃ التحریم کی پابندی کرتے ہیں

دیندار میاں بیوی اپنے کمرے کے اندر کی راز کی باتیں یا شوہر کی راز کی بات کو راز ہی رکھتے ہیں، ماں بہنوں یا دوستوں اور سہیلیوں کے سامنے بیان نہیں کرتے، اس کو خاص طور پر سورۃ التحریم میں اللہ نے ایمان والوں کی تربیت کے لئے بیان فرمایا ہے، بے شعور عورتیں' شوہر کی بعض راز کی باتیں اپنی بہنوں اور سہیلیوں کے سامنے بیان کر دیتی ہیں، تو وہ باتیں پورے خاندان میں پھیل جاتی ہیں، ایمان والے کسی مجلس میں رہیں وہاں اگر کچھ راز کی باتیں ہوں یا راز والی مشورہ کی باتیں ہوں تو وہ بھی امانت ہیں، انہیں راز ہی میں رکھنا ہوگا، ورنہ خیانت ہو جائے گی، اکثر حکومت کے زرخرید مخبر لوگ عوام کی راز کی باتیں حکومت تک پہنچا کر عوام کو نقصان پہنچانے کی منافقانہ حرکت کرتے ہیں۔

دیندار انسان اپنے نفس کو قابو میں رکھ کر تقویٰ کی مشق کرتا ہے

ایک بزرگ اپنے مریدوں کے ساتھ بیٹھے بیٹھے کہنے لگے ''تو میرا خدا نہیں اور میں تیرا بندہ نہیں''، لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں بہت دنوں سے میٹھا نہیں کھایا، میرا نفس اندر سے مجھے میٹھا کھلانے کو کہہ رہا ہے، تو میں اس کو یہ کہہ رہا ہوں کہ ''تو میرا خدا نہیں اور میں تیرا بندہ نہیں''، میں کیوں تیری بات مانوں اور تیری اطاعت کروں؟ حالانکہ میٹھا کھانا کوئی غلط بات نہیں، مگر وہ اونچے معیار

کے بزرگ تھے، انہوں نے اس طرح اپنے نفس کو کنٹرول کیا۔

اسی طرح متقی انسان اللہ کی اطاعت و بندگی کے لئے نفس کو خدا نہیں بناتا اور نہ غلط نفسانی خواہشات کی اطاعت کرتا ہے، راستے کے پوسٹرس، راستہ چلنے والی بے پردہ عورتوں اور خاندان کی نامحرم عورتوں، ٹی وی کے ڈراموں اور میگزین میں چھپی دنیوی بے پردہ عورتوں کو گھورتے ہوئے نہیں رہتا، فوراً نگاہ پڑتے ہی اپنے نفس کو یہ کہتے ہوئے کنٹرول کرلیتا ہے کہ ''تو میرا خدا نہیں' میں تیرا بندہ نہیں'' فوراً اللہ کے حکم کو یاد کرلیتا ہے، اور گھر میں کبھی اپنے وقت کو ضائع نہیں کرتا اور وقت گذارنے کے لئے ٹی وی سیریل دیکھتے بیٹھا نہیں رہتا، نہ اپنی عورتوں اور لڑکیوں کے ساتھ بیٹھ کر بے حیاء و بے شرمی کی چیزیں دیکھتا ہے اور نہ دیکھنے دیتا ہے، اگر راستہ چلتے ہوئے بے حیاء پوسٹر پر نگاہ پڑتے ہی نظریں ہٹالیتا ہے، نظریں ہٹ جائیں تو جان لیجئے کہ تقویٰ آپ میں آگیا۔

متقی انسان توبہ استغفار کثرت سے کرتا ہے

متقی انسان اعمال صالحہ حتی الامکان اختیار کر کے اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کثرت سے کرتا ہے، اور یہ تصور رکھتا ہے کہ اس نے حقیقت میں بندگی کا حق ادا نہیں کیا، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کی امید رکھتا ہے، وہ جانتا ہے کہ اس کے نبی ﷺ معصوم ہونے کے باوجود دن میں ستر (70) مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے، اس لئے متقی انسان تقویٰ اور اعمالِ صالحہ اختیار کر کے بھی اللہ کے پاس قبول ہونے نہ ہونے کا احساس رکھ کر توبہ واستغفار کرتا رہتا ہے۔

دیندار و متقی انسان کسی جماعت یا ادارہ میں ہو تو اپنا امتیاز نہیں بتلاتا

متقی و پرہیزگار اور دیندار انسان کسی جماعت یا ادارہ میں ہو تو اپنا امتیاز نہیں بتلاتا، اللہ کے واسطے سب کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے، وہ جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کے ساتھ رہ کر امتیاز نہیں برتتے تھے۔

خلیفہ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو ایک غزوہ کے موقع پر سپہ

سالاری سے معزول کردیا، ان کے چاہنے والوں نے ان کے ساتھ وفاداری ظاہر کرتے ہوئے حضرت عمرؓ کے حکم کو نہ ماننے کو کہا، تو حضرت خالدؓ نے کہا: میں عمرؓ کے لئے نہیں اللہ کے لئے لڑ رہا ہوں، اس لئے متقی انسان چاہے عہدہ ملے نہ ملے اللہ کے واسطے دین کی خدمت کرتا ہے۔

متقی انسان زبردستی دو آدمیوں کی گفتگو سننے کے لئے ان کے درمیان بغیر اجازت شامل نہیں ہوتا، اور نہ بغیر اجازت کوئی مشورہ دیتا ہے، کوئی محفل سے اُٹھ کر ضرورت کے لئے چلا جائے تو اس کی جگہ پر قبضہ نہیں کرتا، چھوٹا ہوکر بڑوں کی جگہ پر نہیں بیٹھتا، بڑے بزرگ لوگ آجائیں تو خود اُٹھ کر انہیں بیٹھنے کے لئے اپنی جگہ دے دیتا ہے۔

ان تمام اعمال سے متقی پرہیز گار انسان کی زندگی آراستہ ہوتی ہے، ان تمام اعمال کو اعمالِ صالحہ اور اعمالِ تقویٰ کہتے ہیں، جن کی تعلیم قرآن وحدیث میں علٰحدہ علٰحدہ دی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات امت کے لئے محفوظ اس لئے کئے گئے ہیں تاکہ امت کے لوگ ایمان لاکر ان اعمال کی نقل میں زندگی گذاریں۔

اگر انسان نماز پڑھ کر، روزے رکھ کر اور حج کر کے بھی ان اعمال کے خلاف چلے گا اور اپنے اخلاق کو اخلاقِ رذیلہ بنالے گا تو وہ مسلمان تو رہے گا لیکن متقی نہیں کہلا سکتا، متقی بنانے اور تقویٰ پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہم پر روزے فرض کر کے ان اعمال کی مشق کروانا چاہتا ہے، تاکہ ہماری زندگی سے جہالت اور شیطانی و نفسانی بیماریوں کے کانٹے نکل جائیں، اگر ہر سال روزے رکھنے کے باوجود ہمارے اخلاق میں اسلامی اخلاق پیدا نہ ہوں اور تبدیلیاں نہ ہوں گی تو ایسے انسانوں کی زندگی فسق و فجور کے ساتھ اسلام پر چلے گی، ہر سال اللہ تعالیٰ ایمان والے امیر وغریب پر روزے فرض کرنے کی ایک حکمت یہ رکھی ہے کہ وہ تقویٰ کی مشق کرتے رہیں، اور سچی توبہ کے ذریعہ اپنے گناہوں کو مٹاتے رہیں، اللہ کی حکمت کو سمجھ کر روزے رکھئے۔

☆☆☆☆☆

معاشرتی زندگی کی مختصر تفصیل کو ذہن میں رکھئے

☆ اسلام میں قرآن وحدیث کے ذریعہ معاشرتی احکام مثلاً نکاح کے احکام، مہر، طلاق، خلع، پڑوسیوں کے حقوق، پردہ کے احکام، زنا، چوری، ناچ گانا بجانا سے بچنے کے احکام، انصاف اور گواہی کے اصول واحکام، شرم وحیاء کے آداب واحکام، اولاد کی تربیت، یہود و نصاریٰ کے کلچر سے بچنے، نفسانی وجاہلانہ رسوم ورواج سے دوری، گھروں میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کے آداب، مہمان نوازی، لباس اور ستر کے احکام وغیرہ کی واضح تعلیم دی گئی ہے تاکہ ایمان والوں کا معاشرہ غیر مسلم معاشرے کا فرق انسانوں کو کھلے طور پر سمجھ میں آجائے۔

☆ متقی پرہیز گار لوگ ایمان قبول کرتے ہی اسلامی معاشرے کو اختیار کرنے، رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں اللہ کے احکام پر زندگی گذارنا لازم اور ضروری سمجھتے ہیں ان کی زندگی کے اعمال سے حزب اللہ یعنی اللہ کی جماعت کا رنگ اور اسلام کا نور نظر آتا ہے، اور وہ چلتی پھرتی زندگی سے قرآن کا نمونہ بنے رہتے ہیں وہ اپنی معاشرتی زندگی میں بھی حزب الشیطان یعنی شیطان کی جماعت والے اعمال سے دور رہتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں۔

انسان کے عقائد وعبادات سے زیادہ انسان کی معاشرتی زندگی اور معاملات والی زندگی کا دوسرے انسانوں پر خاص اثر پڑتا ہے، اسی سے وہ قرآن مجید کے قریب آسکتے ہیں، اور ایک مومن اسلامی معاشرتی اور معاملات والی زندگی اختیار کرکے فعل سے دعوتی مظاہرہ کرسکتا ہے، وہ اپنی حد تک طہارت، وضو وغسل، نماز، پردہ، روزہ، زکوۃ اور حج کرلے تو ان اعمال کا غیر مسلموں پر خاص اثر نہیں پڑتا، وہ انسان کے معاملات اور معاشرت ہی سے اسلام وغیر اسلام کا فرق محسوس کرسکتے ہیں۔

☆ دنیا کے تمام مذاہب میں دین اسلام کی ایک الگ شان اور خصوصیت ہے، اس

کے سارے احکام انسانی فطرت کے تحت ہیں اور توحید جو دین اسلام کی جان اور روح ہے اس کی خصوصیت قرآن مجید نازل ہونے کے بعد دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ہے، پچھلی آسمانی کتاب والے تورات' انجیل اور زبور کو مانتے تو ضرور ہیں لیکن ان کے پاس عقائد وعبادات، معاملات و معاشرت اور اخلاقیات والے شعبوں میں آسمانی دین ہی باقی نہیں رہا، ان کی زندگیاں ان پانچوں شعبوں میں آسمانی ہدایات کے بالکل برعکس ہوگئی ہیں، وہ اللہ کو مانتے ہوئے شرک میں مبتلا ہیں، خالق اور مخلوق کے فرق کو ختم کر چکے ہیں، عبادات میں پیغمبر کی اتباع ہی نہیں کرتے، آسمانی احکام کے خلاف معاملات' معاشرت اور اخلاقیات میں ریاء کاری، نفسانی خواہشات اور سماج وسوسائٹی کے طور طریقہ اور رسوم و رواج یعنی حزب الشیطان والے اعمال کے پابند بنے ہوئے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے تمام اعمال کی تفصیل امت مسلمہ کی تربیت اور رہبری کے لئے محفوظ رکھا ہے تا کہ قیامت تک مسلمان ان پانچوں شعبوں پر قرآنی احکام کے تحت تقویٰ اختیار کر کے اللہ کی مرضیات پر عمل کر سکیں، دنیا کے کسی دوسرے پیغمبر کی زندگی کے حالات ان کی قوموں میں محفوظ نہیں ہیں، جس کی وجہ سے وہ تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کر کے اللہ کی عبدیت و بندگی نہیں کر سکتے۔

شرم وحیاء ایمان کا حصہ اور اسلامی معاشرہ کا نور ہے

مسلمانوں کی معاشرتی زندگی کا نور ایمان کے بعد شرم وحیاء والے اعمال سے ظاہر ہوتا ہے، اور دنیا کو اسلام و غیر اسلام کا فرق آسانی سے اندھیرے اور اُجالے کی طرح نظر آتا ہے، چنانچہ متقی و پرہیز گار انسان اپنے میں اور اپنی عورتوں میں تقویٰ پیدا کرنے کے لئے پردہ کو لازم کر دیتا ہے اور پردے کے ساتھ ساتھ متقیوں کے لباس کے ذریعہ خود بھی اور اپنی عورتوں میں بھی شرم وحیاء پیدا کرنے کی عادت ڈالتا ہے اور اپنے گھر میں مغربی کلچر' فلمی اداکاروں کا فیشن اور کلچر، ننگا لباس' عریانیت' ناچ گانا بجانا' فحش گفتگو وغیرہ جیسے ماحول سے پاک رکھتا ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دین کی ایک خصوصیت اور امتیاز ہے، اور

اسلام کی خصوصیت وامتیاز ''حیاء'' ہے۔(ابن ماجہ)

حیاء کی وجہ سے انسان میں بہت سارے اخلاق حسنہ پیدا ہوتے ہیں۔

☆ رسول ﷺ نے فرمایا: ایمان کی ستر شاخیں ہیں، ان میں سب سے کم درجہ کا ایمان راستہ کا پتھر اور راستے کی رُکاوٹ کو دور کرنا ہے، اسی طرح ایمان کی ایک شاخ حیاء ہے۔(مسلم)

☆ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: حیاء اور ایمان دونوں لازم وملزوم ہیں، اکٹھے رہتے ہیں، ان میں سے ایک الگ ہو جائے اور چلا جائے تو دوسرا باقی نہیں رہتا۔(بیہقی)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: حیاء ایمان کا جزو اور پھل ہے، جس کے پاس حیاء نہ رہے وہ پھر جو چاہے کرلے۔(بخاری ومسلم)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے حیائی و بے شرمی بدکاری میں سے ہے۔(ترمذی)

حیاء کا خاص تعلق اور اس کی روح پردہ کرنا، فحش کاموں اور فحش باتوں سے دور رہنے اور تقویٰ والا شرعی لباس اختیار کرنا ہے، خاص طور پر نماز اور روزہ کے باوجود بے پردگی، نیم عریانیت، فحش کام اور فحش کلام، ناچ گانا بجانا اور گالی گلوج کرنے سے اسلامی معاشرتی زندگی برباد ہو جاتی ہے اور بہت سے جرائم پیدا ہو جاتے ہیں۔

اسلامی معاشرہ کو زنا سے بچانے کا زبردست انتظام کیا گیا

اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر قرآن مجید میں سورۃ النور، آیت نمبر ۳۰ میں ایمان والوں کو تاکید کی ہے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھو اور شرمگاہوں کی حفاظت کرو، گویا نگاہوں کو نیچی رکھنے سے انسان آنکھوں، دل، دماغ، ہاتھ، پیر اور زبان کے زنا سے محفوظ رہتا ہے، پھر اپنی شرمگاہ کی بھی حفاظت کرسکتا ہے، اس میں حیاء پیدا ہو کر وہ دوسروں کی ماں، بہن، بیٹی اور بیوی پر غلط نگاہ نہیں ڈالتا، اور اپنے ذہن ودماغ میں ناجائز طریقوں سے شہوت پورا کرنے کا خیال بھی پیدا ہونے نہیں دیتا، بے حیائی کی صفت گویا زنا کے پیدا ہونے کا ایک ذریعہ ہے، اسلام ایمان والوں کو روزے میں تقویٰ کی مشق کروا کر آنکھ، کان، دل ودماغ اور زبان کے زنا سے دور کرواتا ہے، یہاں تک کہ بیوی سے تک شہوت کو قابو میں رکھنا سکھاتا ہے، اور روزے میں تقویٰ کی

مشق کروا کر زنا سے اور دوسرے بے شرمی و بے حیائی کے کاموں سے بچانا چاہتا ہے۔

متقی لوگوں کا معاشرہ پردہ دار ہوتا ہے، بے پردہ لوگ متقی نہیں کہلاتے

اگر مسلمان عورت روزے رکھ کر بے پردہ پھرتی رہے تو وہ نہ اپنی نگاہوں کی حفاظت کر سکے گی اور نہ جسمانی اعضاء کی حفاظت کر سکے گی، وہ بے حیائی و بے شرمی میں مبتلا ہو کر مردوں کو اپنے حسن، جوانی اور سنگار سے متوجہ کرتی رہے گی، وہ حیاء سے خالی ہو جائے تو بے پردگی کو اللہ کی نافرمانی اور گناہ کبیرہ نہیں سمجھتی اور بے پردہ بن کر یہود و نصاریٰ کے معاشرے کی نمائندگی کرے گی، بے پردہ معاشرے کی عورتیں بے باک طریقے سے مردوں میں بے حیاء و بے شرم بن کر خلط ملط ہو جاتی ہیں، نہ ان کو اپنی آنکھوں اور دل و دماغ کو اور زبان کو برائی سے بچانے کا کوئی احساس باقی رہتا ہے ایسی عورتیں روزے رکھ کر متقی نہیں بن سکتی۔

جب انسانوں کا معاشرہ بے حیاء ہو جاتا ہے تو ان میں مردوں اور عورتوں کو کونسا لباس مردوں کا اور کونسا لباس عورتوں کا ہوتا ہے، احساس ختم ہو جاتا ہے، مرد عورتوں جیسی ہیئت اختیار کرتے ہیں، عورتوں جیسے بال رکھ کر زیور پہنتے ہیں، عورتیں نیم برہنہ ہو کر جسم کے ابھار چھپائے بغیر ڈوپٹہ کے بال کھلے رکھ کر سینہ، پیٹھ اور پیٹ دکھاتے ہوئے غیر مردوں کے سامنے یا ساتھ یا تقاریب میں بے حیاء فیشن کے ساتھ پھرتی ہیں، مردوں سے ذو معنیٰ الفاظ کا مذاق دل لگی چھچھورا پن کرنے کو مہذب کلچر اور آزادی سمجھتی ہیں اور غیر مردوں کو بھیا اور برادر ایکس کیوزمی **Exquse me** کہہ کر مخاطب ہوتی ہیں، پھر یہ لوگ رمضان میں باقاعدہ پابندی سے روزے بھی رکھتے ہیں، کیا ایسے معاشرے کے مسلمان متقی بن سکتے ہیں، آج کل تو مسلم ممالک میں عورتیں باقاعدہ زیور اور کپڑوں کی نمائش دکھاتے ہوئے صرف میکسی پہن کر تقاریب میں ناچ رہی ہیں اور ویڈیو بنا کر اپنے مسلم معاشرے کی بے دینی کی حالت پیش کر کے دین کا اور مسلمان ہونے کا مذاق اڑا رہی ہیں۔

☆ صحابہ کرامؓ جب تک ایمان سے دور تھے، حیاء نام کی چیز ان کے پاس نہیں تھی، زمانہ جاہلیت میں مشرکین عرب مرد دن میں اور عورتیں رات میں بیت اللہ کا طواف برہنے کرتے

تھے، کسی عورت سے زنا کر کے کھلے طور پر لوگوں کو اپنی مردانگی کے اعمال سناتے تھے، کھلے میدانوں میں مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے قریب بے پردہ بیٹھ کر بول و براز کرتے تھے، عورت مرد ستر کھول کر غیر مرد یا غیر عورت کو دکھانے میں شرم محسوس نہیں کرتے تھے، قوم لوط کے عمل میں ملوث تھے، آج مغربی معاشرہ وہی کام کر رہا ہے، ان کے مرد و عورتیں سمندروں کے ساحلوں پر برہنہ ہو کر گھر کے صحن کی طرح لیٹے رہتے ہیں، مرد مرد کے ساتھ عورت عورت کے ساتھ یا مرد' عورت کے ساتھ اس کی پچھلی شرمگاہ کا استعمال کرتا ہے، عورتیں عورتوں کے ساتھ قانونی طور پر میاں بیوی کی طرح رہتے ہیں، یورپ کے بہت سارے ممالک میں بے حیائی و بے شرمی عام ہے، جسم فروشی کاروبار اور فیشن بنی ہوئی ہے، ہجڑوں کے ساتھ شہوت پوری کی جاتی ہے، حالت یہ ہے کہ حیض میں بھی عورت کے ساتھ مباشرت کرنے کو برا نہیں سمجھا جاتا، فلمی دنیا اور سودی کاروبار کو صنعت بنا دیا گیا، وہ لوگ عام مقامات پر نیم برہنہ یا باریک کپڑا جسم پر ڈال کر بغیر پردے کے سب کے سامنے غسل کرتے ہیں، جاپان میں کئی عورتوں اور کئی مرد ایک ہی حمام میں ایک ساتھ غسل کرتے ہیں۔

اکثر مسلمان روزوں کی پابندی کے باوجود غیر اسلامی معاشرہ کی مثال پیش کر رہے ہیں

اس قسم کے گندے معاشرے کی نقل بے شعور مسلمان بھی کر رہے ہیں، ساری دنیا میں اکثر مسلم عورتیں اسکارف کو حجاب کہہ کر پہنتی ہیں اور جسم کے ابھار اور سینہ دکھانا فیشن سمجھتی ہیں، ڈوپٹہ قطعی استعمال نہیں کرتیں، تقاریب میں ناچتے گاتے اور بعض جگہ دولہا دلہن کو بھی ساتھ لے کر ناچتے یا مردوں کے ساتھ ناچتے ہیں، آرکیسٹرا کے ذریعہ گانے گاتے ہیں اور گانے والیاں یا ڈانس کرنے والیاں بھی ناچتی ہیں، ویڈیو بنا کر یوٹیوب پر ڈال کر اپنی بدکرداری کا نظارہ دکھاتے ہیں، کہ ہم مسلمان ہے اور روزے بھی رکھتے ہیں مگر کھلے عام اللہ کی نافرمانی اور بغاوت کر رہے ہیں، آخر مسلم معاشرہ ایسا بدکردار ہو کر نماز' روزے کی پابندی کرے گا تو کیسے تقویٰ حاصل کر سکے گا، جبکہ روزے تقویٰ پیدا کرنے کی

غرض سے فرض کئے گئے ہیں، روزوں کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔

روزے رکھنے والوں کے گھروں میں گھر کے افراد سے پردہ نہیں؟!

مسلمانوں کی کثیر عورتیں گھروں میں رہ کر نماز نہیں پڑھتیں، اپنے بھائی، بیٹا اور باپ کے سامنے بغیر ڈوپٹے کے سینہ‘ پیٹ‘ پیٹھ اور بال کھلے رکھ کر نیم برہنہ یا چست لباس میں رہتی ہیں، بعض تو سینہ کھول کر سب کے سامنے بیٹھ کر بچہ کو دودھ پلاتی ہیں، اور باپ‘ بیٹوں اور بھائیوں کے سامنے اپنے جسم کے ابھار چھپانا ضروری نہیں سمجھتیں، بغیر سر پر اوڑھے بیت الخلاء جاتی ہیں، دن بھر ننگے سر رہتی ہیں۔

مسلمانوں کے اکثر گھروں میں جوان ہونے کے بعد خاندان ہی کے نوجوان بچوں چچازاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد بھائیوں‘ بہنوں اور نوکروں‘ ڈرائیوروں اور خادموں سے پردہ نہیں کیا جاتا، یا ڈرائیور کے ساتھ میڈم اکیلی رشتہ داروں کے یہاں یا بازار جاتی ہیں، بعض عورتیں مذہبی لوگوں سے پردہ کرتی ہیں، لیکن بے دین‘ ترکاری والوں‘ ڈرائیوروں‘ دُکان کے نوکروں اور مزدوروں سے پردہ نہیں کرتیں۔

متقی لوگوں کا معاشرہ‘ بدعات وجہالت سے پاک ہوتا ہے

آج کل گھروں پر عورتوں کا رعب ودبدبہ ہے، جس کی وجہ سے مسلم معاشرہ بدعات و خرافات اور جاہلانہ رسوم ورواج میں مبتلا ہے، بدعات کو دین سمجھا ہوا ہے اور جاہلانہ رسموں میں گرفتار ہے، بے دین مسلمان عورتیں کثرت سے فضول خرچی کرواتی ہیں، غیر مسلم معاشرے کی عورتوں کی طرح گھر سے لے کر اسکول اور بازار تک کے سارے کام خود سنبھالتی ہیں، شادی بیاہ کے کام کاج اور کاروبار خود حل کرتی ہیں، اولاد کے ساتھ صرف ممتا والی محبت رکھتی ہیں‘ اللہ والی محبت نہیں رکھتیں، اور انہیں حد سے زیادہ لاڈ پیار میں بے دین بنا دیتی ہیں، ان کے مردان کے غلام بنے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے مسلمانوں کے مرد بچے دین سیکھنے اور پڑھنے لکھنے کے شوقین نہیں بن رہے ہیں بلکہ آوارہ بنتے جا رہے ہیں، نہ دین پر چلتے ہیں اور نہ دنیا کمانے کے قابل بنتے ہیں، باپ کی کمائی پر موٹر گاڑیاں لے کر پھرتے

ہیں، سگریٹ نوشی اور دیگر خراب عادتوں میں وقت گذارتے ہیں، دین کی بنیادی باتوں سے بالکل واقف نہیں رہتے، نماز نہیں پڑھتے، فلمی گانوں' لڑکیوں کے شوقین بنے رہتے ہیں، ایسے گھروں کی لڑکیاں آزادانہ اپنے سہیلیوں کے گھروں میں جاتی ہیں۔

پھر رمضان شروع ہوتے ہی نماز اور روزے پابندی سے ادا کرتے ہیں، بہت بڑی تعداد تو صرف رمضان میں مسلمان نظر آتی ہے، پھر رمضان ختم ہوتے ہی جمعہ کے دن فرض نماز کی حد تک نماز ادا کر لیتے ہیں، ذرا سوچیئے! کیا ایسے لوگ تقویٰ اختیار کر سکیں گے؟

بے دین مسلمان اولاد کی دینی تربیت نہ کرکے انہیں جہنم کے قابل بناتا ہے

ایسے بے دین اور جاہل معاشرے میں ماں باپ اپنی اولاد کو جوان ہوتے ہی نکاح کے نام پر شادی کر دیتے ہیں، نہ لڑکی کو شوہر کے حقوق بتلاتے ہیں' نہ لڑکے کو بیوی کے حقوق بتلاتے ہیں، جس کی وجہ سے مسلم معاشرے میں طلاق بہت ہو رہی ہے، فیملی کورٹ میں ڈوری کے جھوٹے مقدمے مسلمان ہی ڈال کر اسلام کا مذاق اُڑا رہے ہیں، دین کی تعلیم صرف رٹا کر دلاتے ہیں، ان کو اپنی اولاد کو صحیح سچا مؤمن بنانے کی فکر ہی نہیں ہوتی، خود بھی شرکیہ عقائد و اعمال میں مبتلا ہوتے ہیں اور اولاد کو بھی وہی سکھاتے ہیں۔

☆ عورتیں تقاریب اور عیدین کے موقعوں پر اپنے ہاتھ مردوں کے ہاتھوں میں دے کر مہندی ڈلواتی اور چوڑیاں پہنتی ہیں، پوری دنیا میں مسلمانوں کی عورتیں چہرہ چھپانے سے بیزار بن گئی ہیں اور چہرہ کھلا رکھ کر گھر کے باہر کے تمام کام انجام دیتی ہیں، حالانکہ معاشرتی زندگی کی خرابی اور فساد عورت کے چہرے کو ظاہر کرنے ہی سے شروع ہوتا ہے، مسلم اور غیر مسلم معاشرے کا فرق مٹ جاتا ہے، عیسائی نن' سسٹر اور مسلم لڑکیوں میں بظاہر کوئی فرق نظر نہیں آتا۔

☆ شمالی ہند میں بسوں اور ہوائی جہاز کے سفر میں مسلمان عورتیں' غیر مردوں کے بازو بیٹھ کر گھنٹوں بغیر محرم کے سفر کرتی ہیں، مسلم ممالک کے ہوائی جہازوں میں ایر ہوسٹس بن کر یا ہاسپٹلس میں مردوں کی خدمت کے لئے نرس بن کر یا دکانوں میں سیلز گرل بن کر، دفاتر و کمپنیوں میں مخلوط نوکریاں کر کے یا اسکول' کالجوں میں مخلوط تعلیم حاصل کر کے مسلم معاشرہ

کو برباد کرتی ہیں، کیا ایسے لوگ روزے رکھ کر تقویٰ کی مشق کر سکتے ہیں، کیا ایسے لوگ روزے رکھ کر روزہ کا اصل مقصد حاصل کر سکیں گے؟ جبکہ اللہ نے فرمایا: تم پر روزے اس لئے فرض کئے گئے شاید کہ تم متقی بن جاؤ، کیا صرف نماز' روزہ اور حج ادا کرنے کا نام تقویٰ ہے؟ ایسا اسلام ایمان والوں کو معاشرتی زندگی میں اللہ کی عبدیت و بندگی نہیں سکھاتا، اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی مکمل اطاعت چاہتا ہے' جزوی نہیں۔

متقی مسلمان لہو ولعب میں مبتلا نہیں ہوتا

☆ اکثر مسلمان مرد نکاح میں شیروانی اور عمامہ یا پگڑی باندھ کر باجے کے ساتھ سڑکوں پر ناچتے ہیں، عمامہ باندھنا سنت کہتے ہیں، مگر ناچنا شیطانی فعل نہیں سمجھتے، کیا متقی انسان ناچتا ہے؟ مسلمانوں کی بڑی تعداد تقاریب عرس اور صندل میں گھنٹوں وقت گذارتی ہے، کھانے کے لئے بیٹھی رہتی ہے، مگر نمازوں کی پرواہ نہیں کرتی، نکاح اور دوسری جاہلانہ رسمیں ادا کرنے کے لئے نماز ضائع کر کے وقت کو برباد کرتی ہے اور کثیر تعداد نفسانی خواہشات پوری کرنے کے لئے شادی خانوں' گھروں کو شادی کے نام پر سجاتی ہے، دولت لٹاتی ہے، اور پچھلے زمانوں کے نوابوں اور جاگیرداروں کی نقل میں ایسے لوگ نام ونمود کے لئے ایک دوسرے کی مقابلہ آرائی میں عمدہ سے عمدہ غذاؤں کا اہتمام کرتے ہیں، اگر پیسہ نہ ہوتو گھر اور زمین فروخت کر کے یا قرض لے کر یہ سب خواہشات پوری کرتے ہیں، مسلمان ہوتے ہوئے غیر مسلموں سے بڑھ کر اللہ کی نافرمانی کا مظاہرہ کر کے غیر اسلامی معاشرہ کا نظارہ پیش کرتے ہیں، فضول خرچی کا ان لوگوں کو احساس ہی نہیں رہتا، پھر رمضان المبارک میں قانوناً روزوں کا اہتمام کرتے ہیں لیکن تقویٰ پیدا نہیں کرتے۔

ذرا سوچئے کہ کیا یہ مسلمانیت ہے؟ کیا ایسے لوگ رمضان میں روزے رکھ کر تقویٰ اختیار کر سکیں گے؟ کیا ایسے لوگوں سے دوسرے انسانوں کو مسلم معاشرہ نظر آئے گا؟

متقی مسلمان ماحول اور معاشرے کا محتاج نہیں ہوتا

☆ مسلمانوں کی دینداری اتنی کمزور ہے کہ جب وہ جس ماحول میں رہتے ہیں وہی

ماحول اور معاشرے کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں، دیندار لوگ مغربی معاشرے میں جب اپنا ملک چھوڑ کر جاتے تو دین سے دور ہوجاتے ہیں، مغربی کلچر اختیار کر لیتے ہیں، فلمی اداکاروں کے شہر میں رہتے ہیں تو بے شرمی و بے حیائی کا فیشن اختیار کر لیتے ہیں۔

بعض غریب لوگ جب غربت میں رہتے ہیں تو دین کی پابندی کرتے ہیں، اپنی عورتوں کو تقویٰ پر چلاتے ہیں، مگر جیسے ہی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے ڈاکٹر' انجینئر وغیرہ بن جاتے ہیں، یا عہدہ و کرسی اور دولت آجائے تو خود بھی دینداری کا لبادہ اتار دیتے ہیں اور ان کے گھروں میں بے دینی والا ماڈرن کلچر پیدا ہوجاتا ہے۔

آج کل ایمان کی کمزوری اور بے دینی کی فضاء مسلمانوں میں عام ہونے کی وجہ سے انگریزی تعلیم حاصل کرنے والی لڑکیاں پردہ اور برقعہ پسند نہیں کر رہی ہیں، اسکارف باندھتی ہیں جو مکمل پردہ نہیں، یا پھر مردانہ کپڑے پہنتی ہیں، انگریز عورتوں جیسے بال رکھتی ہیں، اور گھروں میں باپ بیٹی' ماں بیٹے مل بیٹھ کر ٹی وی پر گندے مناظر دیکھتے رہتے ہیں۔

مسلمانوں کے اکثر گھر ٹی وی اور گانے بجانے کے آلات سے بھرے ہیں، رمضان المبارک میں بھی فلمیں، ڈرامے دیکھتے ہیں، پاکستان کی ٹی وی اینکرز لوگوں کو انٹرویو میں گانا سنانے کو کہتی ہیں، خود بے پردہ رہتی ہیں، یہ حال ہر سال روزہ رکھنے والوں کا ہے۔

مسلم دولت مند گھرانوں کا معاشرہ اسلامی کلچر سے بہت دور ہوتا ہے، ان کی اولادیں موٹر گاڑیاں لے کر پڑھنے لکھنے سے دور رہ کر دوستوں کے ساتھ آوارہ پھرتے ہیں، راتوں میں دیر تک گھروں سے باہر رہتے ہیں، ہوٹلوں' کلبوں' پبوں اور راستوں میں سگریٹ نوشی میں وقت گذارتے ہیں، بعض تو شراب اور زنا کے شوقین بنے رہتے ہیں۔

جن لوگوں کے باپ ڈاکٹر' انجینئر' جج' آفیسر یا دولت مند تاجر' یا منسٹر یا لیڈر رہوں تو ان کے گھروں میں دین برائے نام ہوتا ہے، وہ لوگ جمعہ اور رمضان ہی کی حد تک اسلام کی کچھ کچھ پابندی کر لیتے ہیں، مستقل عبادت' تقویٰ اور گوشہ پردے کی زندگی ان کو پسند نہیں ہوتی، ان کے طور طریقے مغربی کلچر کے ہوتے ہیں، ان کے گھروں میں محرم اور

نامحرم سب مل جل کر بیٹھتے ہیں اور آپس میں ہنسی مذاق اور دل لگی کرتے ہیں، لڑکیاں رشتہ دار نوجوان بھائی بہنوں کے سامنے پُرکشش بن کر بغیر ڈوپٹہ کے ایک دوسرے کو مذاق میں چھچھوراپن اور دل لگی کرتے ہیں، بعض تو گانے لگا کر گھروں میں ''گیٹ ٹو گیدر'' کے نام پر پارٹیاں کرتے ہیں، ان کو اپنی بے حیائی و بے شرمی محسوس نہیں ہوتی، نہ اسلام کی خلاف ورزی اور نافرمانی سمجھ میں آتی ہے، ذومعنٰی گفتگو میں مذاق چلتا ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو عورتوں کا لباس اور عورتوں کو مردوں کا لباس پہننے پر لعنت فرمایا۔(ابوداؤد)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مرد دوسرے مرد کی ستر کی طرف اور ایک عورت دوسری عورت کی ستر کی طرف نظر نہ کرے۔(مسلم)

یہاں تک کہ آپ ﷺ نے تو میت کی ران دیکھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔(بخاری)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان تاکتا رہتا ہے۔(ترمذی)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: گھر میں قرار سے رہنے والی عورت کو شہادت کا درجہ ہے۔(ابوداؤد)

غور کیجئے کہ کیا ان سب بداعمالیوں میں مبتلا رہ کر ہم اپنے آپ کو متقی کہہ سکتے ہیں؟ کیا ہر سال روزے رکھ کر تقویٰ اپنی زندگی میں پیدا کر سکتے ہیں؟ کیا ہم اپنے معاشرے کو صحیح مسلم معاشرہ بنا سکتے ہیں؟ جب تک ان تمام بداعمالیوں پر نظر رکھ کر ان سے توبہ نہیں کریں گے ہم متقی نہیں بن سکتے اور روزوں کی برکات ہم میں پیدا نہیں ہوسکتیں۔

مغرب کی عورتیں، مشرق کی بعض مسلمان عورتوں میں تقویٰ و پرہیزگاری دیکھ کر حسرت اور رشک کرتی ہیں، اسلامی کلچر کے لئے ترستی ہیں، اور ہم میں کے بے شعور

مسلمان ایمان میں کمزور رہ کر مغرب کے بے حیاء اور بے شرم معاشرے کو اعلیٰ و ترقی پسند کلچر اور بہترین تہذیب و تمدن سمجھتے ہیں، اور مسلمان ہوتے ہوئے اس کے عاشق بنے رہتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ کے حکم کے مطابق السلام علیکم کہنے کے بجائے اس کے خلاف ''گڈ مارننگ' گڈ آفٹر نون' گڈ ایوینگ'' کہتے ہیں۔

غریب مسلمان روزہ رکھنے کے باوجود دین سے واقف ہی نہیں

اکثر وہ مسلم علاقے جہاں غریب مرد کارخانوں میں کام کرتے ہیں، آٹو ڈرائیور' میکانک اور مزدور طبقے کی عورتیں گھروں کے باہر چبوتروں پر پڑوس کے مردوں سے بے پردہ باتیں کرتی بیٹھی رہتی ہیں، یہی حال دیہاتوں کی عورتوں کا ہے، جہاں مرد حضرات سیندھی' شراب وغیرہ پیتے ہیں اور عورتیں' مسلم و غیر مسلم مردوں سے گفتگو کرتی ہیں اور پردہ نام کو نہیں ہوتا، ان کی لڑکیاں جوان ہو جانے کے بعد گھر سے باہر نکلتی ہیں اور سب سے بے جھجک بات چیت بھی کرتی ہیں۔

مسلمانوں کی ایک خاص تعداد محنت مزدوری کرنا نہیں چاہتی، ان کا پورا خاندان الگ الگ مقامات پر بھیک مانگنے کا عادی بنا رہتا ہے، بے شعور مسلمان ان کو بھیک دے کر عادی بھکاری بنا دیتے ہیں، وہ بھیک سے کافی پیسہ جمع کر لیتے ہیں، بعض تو سود پر رقم دیتے ہیں، یا شراب اور جوا کے بھی عادی بنے رہتے ہیں، کبھی نماز وغیرہ ادا نہیں کرتے، گھروں میں کام کر کے محنت کرنا نہیں چاہتے، جبکہ غیر مسلم عورتیں گھروں میں بھی کام کر کے محنت کرتی ہیں۔

☆ بعض محلوں میں مسلم مرد گھر میں لنگی ناف سے نیچے باندھے اسی حالت میں گھر سے باہر نکل جاتے ہیں، بعض لوگ چڈّی بنیان پہن کر باہر نکلتے ہیں، ایسے لوگ اپنی اولاد کو دین و دنیا کی کوئی تعلیم ہی نہیں دلاتے، ان کو بچپن سے مزدوری یا تجارت یا ہنر سکھانے پر ڈال دیتے ہیں، دوسری قوموں کی نظر میں یہ لوگ جاہل اور اَن پڑھ سمجھے جاتے ہیں۔

ایسے لوگ تقریباً بدعات و خرافات کو دین سمجھ کر باقاعدہ پابندی سے ان بدعات کو ادا کرتے ہیں، ان کا تکیہ کلام فحش گوئی اور گالی گلوج ہوتا ہے، وہی حال انگریزی تعلیم پانے

والے مرد بچوں کا ہوتا ہے، وہ لوگ بھی دین کی بنیادی باتوں سے بالکل واقف نہیں رہتے، بہت سے مسلمان جاہلانہ رسموں کو ادا کر کے اسلامی معاشرے کو برباد کئے ہوئے ہیں۔

☆ تجارت میں' موٹروں میں اور گھروں میں گانے سنے بغیر وقت نہیں کٹتا، بعض تو آرکیسٹرا کے ذریعہ ناچنے گانے والوں سے افتتاح کرتے ہیں، سفری بسوں میں' ہوٹلوں میں فلمیں دکھا کر گندی ننگی تصویروں کے ذریعہ گاہک اور مسافروں کی دل بہلائی کا انتظام کرتے ہیں، شاید ہی بہت کم مسلم گھر ہوں گے جہاں ٹی وی اور ناچ گانے نہ دیکھے جاتے ہوں، پھر روزوں کی پابندی بھی کرتے ہیں، وہ صرف نماز اور روزے کو ہی تقویٰ سمجھتے ہیں۔

☆ مرد گھر میں ہونے کے باوجود عورتیں شوہر کے دوستوں کے ٹیلیفون اٹھا کر بات کرتی ہیں اور ان سے مذاق و دل لگی بھی کرتی ہیں، خاندان' دولت مند ہو تو تھوڑے تھوڑے وقفہ سے گیٹ ٹو گیدر کے نام پر فارم ہاؤز میں نوجوان مرد اور عورتیں کھیل کود پکوان وغیرہ کرتے ہیں، اور نماز نہیں پڑھتے ، بے پردہ رہ کر بے دین معاشرے کی مثال پیش کرتے ہیں، ان کی اولاد یہود و نصاریٰ یا قومِ فرعون جیسی بالوں کی ہیئت و شکل اختیار کر کے دنیا کو فیشن سکھاتی ہے، بس رسم ادا کرنے کے لئے روزے رکھ لیتے ہیں۔

☆ اکثر دولت مند گھرانے کی لڑکیاں لو میریج کرتی ہیں یا بھاگ کر کورٹ میاریج کر لیتی ہیں، یا زنا میں ملوث ہو جاتی ہیں اور غیر مسلموں سے شادی کر لیتی ہیں۔

☆ اکثر انگریزی اسکول میں تعلیم پانے والے لڑکوں' میکانکوں' تاجروں اور بے دین مردوں کا تکیہ کلام گالیاں ہوتی ہیں، وہ ہنسی مذاق اور لڑائی جھگڑے کے بغیر بھی گالیوں سے بات کرتے ہیں، لڑائی جھگڑے میں تو قتل وخون پر آجاتے ہیں، مگر روزوں کا اہتمام کر کے تقویٰ حاصل نہیں کرتے ،ان کو تقویٰ کیا ہے معلوم ہی نہیں ہوتا۔

☆ بعض مسلم محلوں میں آوارہ نوجوان چبوتروں پر بیٹھ کر محلے کی نوجوان لڑکیوں اور عورتوں کو چھیڑتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے پولیس کو چبوترہ سرچ کرنا پڑتا ہے۔

☆ مسلمان بچے اسکول و کالج کی تعطیلات میں دن بھر گھروں سے باہر یا گلیوں اور

میدانوں میں کھیل کود کرتے ہیں، پوچھے بغیر ہم سمجھ جاتے ہیں کہ یہ مسلم محلّہ ہے، مرد لڑکوں میں پڑھنے لکھنے اور تعلیم حاصل کرنے کا مزاج بالکل ختم ہوتا جارہا ہے، زیادہ سے زیادہ میٹرک تک تعلیم حاصل کرلیتے ہیں، ماں باپ نہ دین سے واقف ہوتے ہیں اور نہ نماز کے پابند ہوتے ہیں۔

اکثر مسلمانوں میں سلام کر کے گھر میں داخل ہونے کا طریقہ ہی نہیں

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرو اور پھر جب گھر سے نکلو اور جانے لگو تو وداعی سلام کر کے نکلو (یعنی رخصتی کے وقت کا سلام بھی پہلے سلام کا درجہ رکھتا ہے)۔ (شعب الایمان، بیہقی)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کرو، یہ تمہارے لئے بھی باعث برکت ہوگا اور تمہارے گھر والوں کے لئے بھی باعث برکت ہوگا۔ (ترمذی)

☆ دیندار لوگوں کا معاشرہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں داخل ہوتے وقت اور باہر نکلتے وقت گھر والوں کو سلام کر کے آتے جاتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ اللہ نے انہیں سلام کے ساتھ داخل ہونے کی تاکید کی ہے۔

سورۃ النور، آیت: ٦١ میں ارشادِ الٰہی ہے: ''البتہ جب گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں کو سلام کیا کرو، دعائے خیر، اللہ کی طرف سے مقرر کی ہوئی بڑی بابرکت اور پاکیزہ۔''

اس تاکید کے باوجود ساری دنیا میں مسلم معاشرے کے اکثر لوگ بغیر سلام کے اپنے گھروں میں داخل ہوتے ہیں۔

☆ دیندار لوگ دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینے کے لئے سلام کرتے ہیں، گھر کے دروازوں، کھڑکی یا سوراخ سے نہیں جھانکتے، اور بغیر سلام کئے دوسروں کے گھروں میں بغیر اجازت داخل نہیں ہوتے۔

دیندار گھروں میں ہر روز نیند سے بیدار ہوتے ہی آپس میں ایک دوسرے کو سلام

کرتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ ان کے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بات کرنے سے پہلے سلام کرنے کی تاکید کی ہے۔

متقی مسلمان پڑوسی کے لئے رحمت ہوتا ہے‘ چاہے پڑوسی مسلم ہو یا غیر مسلم

☆ اسلامی معاشرے میں پڑوسی چاہے مسلم ہو یا غیر مسلم اپنے پڑوس میں دیندار مسلمان سے کبھی تکلیف اور اذیت نہیں پاتا، اسلام نے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی سختی سے تعلیم دی ہے، پڑوسی کو تکلیف دینے والا دیندار نہیں کہلا سکتا، ایک مسلمان کی پڑوسی کے ساتھ بداخلاقی کی وجہ سے اس کو اسلام کی صحیح تصویر اور نمونہ نظر نہیں آتا۔

☆ متقی مسلمان جانتا ہے کہ اس کے آقا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص پڑوسی کو تکلیف پہنچائے گا اور جو اُسے مشکل میں ڈالے گا اللہ اُسے مشکل میں ڈالے گا۔ (ابوداؤد)

☆ ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا: وہ شخص مومن نہیں جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں اور تکلیفوں سے محفوظ اور بے خوف نہ ہوں۔ (بخاری و مسلم) ایک اور روایت میں فرمایا کہ ایسا شخص جنت میں داخل نہ ہوگا۔

اس لئے رسول اللہ ﷺ نے متقی پرہیزگار مومن بننے کی یہ تعلیم دی کہ پڑوسی بیمار ہو جائے اور اس کی عیادت کرے، خبر گیری کرو، انتقال کر جائے تو جنازے کے ساتھ جاؤ، اگر قرض مانگے تو استطاعت ہو تو قرض دو، اس کی بُرائی کی پردہ پوشی کرو، اپنی عمارت بنانے اس کے گھر کی ہوا (روشنی) بند نہ کرو، کچھ اچھا کھانا کھاؤ تو اس کو بھی حصہ دو تا کہ اس کے بچوں کو پکوان کی مہک سے تکلیف نہ ہو۔ (طبرانی)...... اس لئے انسان روزہ رکھ کر ان تمام اعمال میں اعمال صالحہ کی مشق کرنا ہوگا، ورنہ اگر وہ عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات میں خرابی رکھے اور اسلام کی پابندی نہ کرے تو مسلمان تو رہ سکتا ہے اور مسلمان کہلا سکتا ہے، مگر متقی نہیں کہلا سکتا، فاسق و فاجر کی فہرست میں چلا جائے گا۔

کن روزہ داروں کے لئے بددعاء کی گئی؟

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیلؑ کی بددعاء پر کہ جس نے رمضان

کا مہینہ پایا اور اپنی مغفرت نہ کروالیا وہ ہلاک ہوجائے، آمین فرمایا۔ (طبرانی)

ذرا غور کیجئے کہ رمضان کا مہینہ شروع ہوتے ہی ہر مسلمان بڑے اہتمام' شوق' اسلامی جذبہ اور اللہ کی محبت میں روزے تو رکھتا ہے، مگر گناہوں سے توبہ نہیں کرتا، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان' مومن کو معاف کرنے کے لئے اس کے گناہوں کو جلا دینے کا مہینہ ہے، انسان گناہ میں بڑے گناہ بھی کرتا ہے، چھوٹے گناہ بھی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بہت سارے گناہ بغیر توبہ کے طہارت' وضو' غسل' نماز' روزہ' زکوٰۃ' خیرات و صدقات اور تلاوت وذکر کی وجہ سے معاف بھی کرتا رہتا ہے، مگر انسان جو بڑے گناہ حقوق اللہ' حقوق العباد اور حقوق النفس کے کرتا ہے' اس سے توبہ کئے بغیر روزے رکھتا ہے، جبکہ رمضان میں اس کو پہلے دہے میں توبہ کا موقع دے کر رحمت کا عشرہ بنادیا گیا، پھر دوسرے عشرہ کو گناہوں سے مغفرت کا عشرہ بنایا گیا، پھر تیسرے عشرہ کو دوزخ سے نجات کا عشرہ بنادیا گیا، مگر انسان سچی توبہ نہ کرکے اپنے گناہوں کو نہیں چھوڑتے۔

اور روزے رکھ کر گناہوں کے عادی ہی بنے رہتے ہیں تو یہ ان کے لئے ہلاکت اور خسارے ہی کی بات ہوگی، اللہ تعالیٰ اپنی صفت رحمت وتواب سے مسلمان کو ہر سال بار بار اس کی زندگی میں رمضان کا مہینہ لاکر گناہ کو دنیا ہی میں معاف کروالینے کا موقع دیتا ہے، پھر بھی وہ اس موقع سے فائدہ نہ اٹھائے، روزے کو رسم سمجھ کر رکھے اور اس سے تقویٰ حاصل نہ کرے تو وہ نقصان میں رہے گا۔

پوری دنیا میں مسلمانوں کی تقریباً تعداد رمضان کا اہتمام صرف رمضان ہی کی حد تک کرتی ہے، روزے رکھنے والے اپنے عقائد کو درست کئے بغیر روزے رکھتے ہیں، بزرگوں سے دعائیں' منتیں اور مرادیں مانگنے والے اور ان کی قبروں کو رکوع' سجدہ اور طواف کرنے والے روزے رکھ کر برابر اللہ کے حقوق میں شرک کرتے ہیں، رشوت' سود' جوڑے کی رقمیں' ناجائز سامانِ جہیز لینے والے، روزے رکھ کر ان اعمال کو نہیں چھوڑتے، فضول خرچی کرنے، گانے سننے اور ناچنے والے، تکیہ کلام گالی گلوج رکھنے والے روزے رکھنے کے باوجود ان

اعمال سے توبہ نہیں کرتے، شاید یہی پانچ وقت کی نماز نہ پڑھنے والے' صرف جمعہ کی پابندی کرنے والے رمضان کے بعد مسجدوں میں ایک یا دو سے زیادہ نظر نہیں آتے، جو عورتیں بے پردہ' بے شرم وحیاء' نیم برہنہ لباس' مردانہ لباس اور مردانہ ہیئت اختیار کرنے والیاں ہوتی ہیں، روزوں کے بعد شاید ہی کوئی عورت بے پردگی سے پردے میں آتی ہوگی۔

زمین' جائیداد' مکان اور دُکان وغیرہ پر قبضہ کرنے، قرض ڈوبونے، جھوٹے مقدمے ڈالنے، زنا' شراب کے عادی، شاید ہی کوئی توبہ کرتا ہوگا، تقویٰ اختیار کرکے تجارت کرنے والے' جھوٹ سے توبہ کرنے والے رمضان کے بعد پھر جیسے تھے ویسے ہی بن جاتے ہیں، ان تمام لوگوں کے نزدیک رمضان کے مہینے میں پابندی سے روزے رکھنا، نماز وقت پر ادا کرلینا اور بغیر سمجھے کچھ تلاوت قرآن کرلینا اور دن میں کھانا پانی سے پرہیز کرنے ہی کا نام تقویٰ ہونے کا تصور ہے، وہ یہ تمام بداعمالیوں کو اسلام نہیں سمجھتے اور یہ لوگ صرف ماحول ومعاشرے کے محتاج ہوتے ہیں۔

ذرا غور کیجئے کہ ہم دین میں پورے پورے کب داخل ہوں گے؟ کیا صرف آدھے اسلام پر اور آدھے غیر اسلام پر ہی زندگی گذاریں گے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ ہم سے مکمل عبادت وبندگی چاہتا ہے، وقتی اور عارضی بندگی پسند نہیں کرتا۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسے کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ٥ (آل عمران: ۱۰۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ویسا ہی ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور خبردار! تمہیں کسی اور حالت میں موت نہ آئے؛ سوائے اس کے کہ تم مسلمان ہو۔

اللہ تعالیٰ یہ خطاب عام انسانوں سے نہیں بلکہ اپنے ایمان والے بندوں سے فرما رہا ہے کہ اللہ سے ڈرو یعنی تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ایمان کی حالت میں دنیا سے آؤ، یہ بات پڑھنے اور سننے کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایمان ایک ایسی عظیم الشان شئے ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے دل میں

رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا اس کو دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔

غور کیجئے کہ جب ایمان اتنی عظیم چیز ہے اور ایمان ہی کی بنیاد پر نجات ہے، تو پھر ایمان والوں کو اللہ یہ تاکید کس وجہ سے کررہا ہے؟ اس تاکید کی خاص طور پر ایمان والوں کو کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی، جبکہ ایمان ہی کی وجہ سے انشاء اللہ نجات ہو جائے گی، کہیں فرمایا: ''اے ایمان والو! تم دین میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کی پیروی نہ کرو، وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔'' (البقرہ:۲۰۸)

آخر اللہ تعالیٰ اتنی تاکید کیوں فرمارہا ہے؟ بیشک آخرت میں ایمان ویقین ہی پر نجات ہے، لیکن ایمان کے کلمات زبان سے دہرا کر ایمان کا دعویٰ کرنا اور ایمان کے تقاضے پورے نہ کرنا، ایمان کا نور اور ثبوت اپنے اعمال سے نہ دے کر' شیطان کی پیروی کرنا، فسق وفجور والی زندگی ہو جائے گی، شیطان کی جماعت کی نمائندگی ہو جائے گی، فاسق وفاجر انسانوں کو اللہ اگر سزا دیئے بغیر معافی نہ دے تو آخرت میں اس کے انصاف کا یہ تقاضہ بھی ہے کہ گنہگار مسلمانوں کو جہنم کی آگ میں ان کے گناہ کی مقدار کے مطابق جل کر پاک ہونا پڑے گا۔

اگر ایک انسان ایمان رکھ کر جان بوجھ کر گناہ کو گناہ سمجھتے ہوئے اللہ کی نافرمانی کرے اور اخلاقِ رذیلہ میں گرفتار رہے تو یقیناً ایمان کی وجہ سے نجات تو ہو جائے گی مگر وہ فاسق وفاجر کی فہرست میں رہے گا، اس کو نجات سے پہلے عذاب بھگتنا پڑے گا، تب وہ پاک ہو کر جنت میں جائے گا، ورنہ پہلے مرحلے میں بغیر حساب کتاب کے جنت میں نہیں جائے گا، اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ جتنی تفصیل قبر' حشر' جنت کے انعامات اور جہنم کے عذابات کی بتلائی ہے صرف ڈرانے کے لئے نہیں بتلائی، اللہ کوئی بات بیکار وعبث نہیں کرتا، اللہ سے ڈرنا کیا ہے؟ گناہ کی طاقت رکھتے ہوئے گناہوں سے بچنا اور اللہ کی محبت میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے زندگی گذارنا۔

اس لئے ایمان والے محض ایمان پر ٹیکا دے کر یہود ونصاریٰ کی طرح تکبر نہ کریں اور احساسِ برتری میں مبتلا نہ ہوں، اللہ کے پاس کھڑے ہونے سے ڈریں، اپنے ایمان کو

شرک کے ساتھ نہ ملائیں، غلطی ہونے پر فوراً اللہ سے رجوع ہو کر مرنے سے پہلے ہی حقوق العباد ادا کر دیں، اور سچی توبہ کے ذریعہ گناہ معاف کروالیں، شرک و بدعات سے توبہ نہ کر کے دین اسلام کی تصویر نہ بگاڑیں، اور رسول اللہ ﷺ کی جان بوجھ کر نافرمانی کر کے شفاعت کی امید رکھنا عقلمندی نہیں، اللہ والے اللہ کی اطاعت و بندگی کر کے اس کا حق پورا ادا نہ کرنے کے احساس رکھتے ہیں، اور ہم نافرمانی و بغاوت کر کے اللہ سے نڈر بنے ہوئے ہیں، آخرت کو بالکل بھولے ہوئے ہیں۔

حضرت عمرؓ ایک مرتبہ عید کے دن دعاؤں میں روتے روتے اللہ سے معافی مانگ رہے تھے، تو لوگوں نے کہا کہ آج عید کا دن ہے، سارے لوگ خوشیاں منا رہے ہیں، اور آپ رو رہے ہیں؟ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: خوش وہ ہوگا جس کے روزے تراویح اور تلاوت قبول ہو گئے ہوں، اگر کل قیامت میں میرے روزے میری نمازیں اگر میرے منہ پر ماردی جائیں اور قبول نہ ہوں تو یہ میرے لئے بڑا خسارہ ہے۔

حدیث جبرئیلؑ میں ایمان' اسلام اور احسان کے بارے میں سوال کیا گیا، یہ حدیث ایسی ہی ہے جیسے پورے قرآن میں سورۂ فاتحہ کا مقام حاصل ہے، اس حدیث کو اُمّ الحدیث کہتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں پہلے ترتیب ایمان کی ہے، پھر جب ایمان پر لوگ مضبوط ہو گئے تو بعد میں اسلام (اعمال و مسائل) کی تعلیم ہوئی، گویا دورِ اول میں اصل صورت یہ تھی کہ صحابہؓ کو ایمان پہلے ملا، پھر وہ اسلام پر آ گئے، یعنی یقین مضبوط ہونے کے بعد پھر نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج اور پردہ وغیرہ سب کچھ آیا، لیکن جب امت تشکیل پا گئی تو آہستہ آہستہ تقلیدی طور پر ہر بچہ کو مسلمان سمجھا گیا، اور تعلیم کا طریقہ کار میں اسلام (اعمال و مسائل) کی تعلیم پہلے دینا شروع ہو گئی، اور ایمان سطحی و بے شعوری کے ساتھ دیا جانے لگا، اور ایمان سمجھانے سے زیادہ عبادات اور مسائل پر زور دیا جانے لگا، اور بعد میں سارا لٹریچر اعمال و مسائل پر ہی تیار ہونے لگا، اور مسلمان اعمال اور مسائل پر کسی طرح عمل کرنے لگے، مگر ایمان کے یقین اور شعور سے خالی ہو گئے۔